بیانِ قدرشبِ برات

۷۲ ھ ۱۲

مؤلف

بطلِ حُرّیت حضرت علامہ مفتی
عنایت احمد کاکوروی رحمۃ اللہ علیہ

تخریج، حواشی، مقدمہ
میثم عباس قادری رضوی

ناشر

اصلاح عقائد تحریک (مالیگاؤں)

مقدمہ

حالاتِ مؤلف

مجاہدِ آزادی حضرت علامہ مفتی عنایت احمد کاکوروی علیہ الرحمہ قریشی النسل تھے آپ کے آباء و اجداد بغداد سے دیوہ ضلع بارہ بنکی (ہندوستان) میں قیام پذیر ہوئے، اسی قصبہ دیوہ میں ۹ شوال ۱۲۲۸ ہجری کو آپ کی ولادت ہوئی۔ آپ کے والد منشی محمد بخش اور چچا عبدالحسیب نے نانہیالی تعلق کی وجہ سے کاکوری میں رہائش اختیار کر لی تھی اسی وجہ سے مفتی صاحب بھی کاکوروی کہلوائے۔ اپنے نانہیال کاکوری میں ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد مزید تعلیم حاصل کرنے کے لیے رام پور میں تشریف لے گئے، علمائے عصر سے اکتسابِ علم کے بعد دہلی تشریف لائے اور شاہ محمد اسحاق سے سند حدیث حاصل کی۔ اس کے بعد مولانا بزرگ علی مارہروی سے ریاضی کی تعلیم حاصل کی۔ تحصیلِ علم کے بعد مولانا عنایت احمد کاکوروی کو علی گڑھ میں منصف کے عہدہ پر ملازمت مل گئی۔ بعد ازاں آپ کا تبادلہ بریلی میں ہو گیا۔ نواب خان بہادر نے رُہیل کھنڈ میں علَم جہاد بلند کیا تو مفتی عنایت احمد کاکوروی صاحب بھی اس میں شریک ہو گئے۔ جہاد میں شمولیت کی وجہ سے آپ کو گرفتار کر کے بغاوت کا مقدمہ چلایا گیا۔ جس کے نتیجے میں عبور دریائے شور کی سزا سنائی گئی اور ۱۸۵۸ء میں مفتی عنایت احمد کاکوروی بطور سزا ''کالا پانی'' بھیج دیئے گئے۔ ایک انگریز کی فرمائش پر ''تقویم البلدان'' کا ترجمہ کیا جو دو برس میں مکمل ہوا اور رہائی کی سبب بنا۔ ''کالا پانی'' میں مفتی صاحب نے قوتِ حافظہ کی بنا پر مختلف کتب تالیف کیں جب وطن واپس تشریف لائے تو اصل کتب سے مراجعت کی تو تمام مضامین کو بالکل درست پایا جیسا کہ ''تواریخ حبیبِ الٰہ'' کے آخر میں خود تحریر فرماتے ہیں:

> ''یہ رسالہ فقیر نے بغیر موجود ہونے کسی کتاب کے صرف از روئے حافظ لکھا تھا پھر بفضلہٖ تعالیٰ بعد معاودت کے وطن میں کتب حدیث و سیر معتبرہ سے صرف بحرف مطابق کیا۔''

(تواریخ حبیب الٰہ صفحہ ۱۹۹ مطبوعہ مطبع نامی نول کشور، کان پور ۱۸۹۲؁ء)

یہ کتاب انڈمان کے سرکاری ڈاکٹر حکیم امیر خان کی فرمائش پر لکھی گئی تھی وطن واپسی پر مفتی صاحب نے کان پور میں قیام فرمایا مدرسہ فیضِ عام قائم کیا۔ کان پور کے مسلمان تاجر اس مدرسہ کے اخراجات کے کفیل تھے۔ مفتی صاحب خود صرف پچیس روپے ماہانہ تنخواہ لیتے تھے۔ قیامِ کانپور کے دوران آپ نے حج کا ارادہ کیا۔ مولانا سید حسین شاہ صاحب کو مدرسہ فیضِ عام کا مدرِس اوّل اور مولانا لطف اللہ علی گڑھی کو مدرسِ ثانی مقرر فرما کر حج کو روانہ ہو گئے، جدہ کے قریب پہنچ کر بحری جہاز پہاڑ سے ٹکرا کر ڈوب گیا اور ۷ شوال ۱۲۷۹ ہجری کو مفتی صاحب بحالتِ احرام غریقِ بحر ہو کر بمطابق حدیثِ رسول صلی اللّٰہ علیہ وسلم شہید قرار پائے۔

تصنیفات

حضرت مفتی عنایت احمد کاکوروی علیہ الرحمہ نے متعدد تصانیف لکھیں جن کی فہرست یہ ہے: (۱) تواریخ حبیب الٰہ (۲) بیان قدر شب برأت (۳) فضائل درود وسلام (۴) محاسن العمل الافضل (۵) الکلام المبین فی آیات رحمۃ للعالمین (۶) علم الصیغہ (۷) الدر الفرید فی مسائل الصیام والقیام والعید (۸) ترجمہ تقویم البلدان (۹) وظیفہ کریمہ (۱۰) خجستۂ بہار (۱۱) ہدایت الاضاحی (۱۲) نقشہ مواقع النجوم (۱۳) احادیث الحبیب المتبر کہ (۱۴) فضائل علم وعلماء دین (۱۵) مذمّتِ میلہ ہاء (۱۶) ضمان الفردوس (۱۷) ملخصات الحساب (۱۸) علم الفرائض۔

حضرت مفتی صاحب ایک کتاب بنام ''لوامع العلوم واسرار العلوم'' لکھ رہے تھے جس میں چالیس علوم کا خلاصہ لکھنا چاہتے تھے اور ہر علم کا نام بے نقطہ تھا افسوس یہ منفرد علمی دستاویز بھی مفتی صاحب کے ساتھ ہی غریقِ بحر ہو گئی۔

(حضرت مفتی عنایت احمد کاکوروی کے حالاتِ زندگی کے لیے ''تذکرہ علمائے ہند'' از حکیم رحمان علی، ''تذکرہ علمائے اہلِ سنت'' از مولانا محمود کانپوری اور دیگر کتب سے مدد لی گئی ہے)

راقم کے پاس حضرت مفتی صاحب کی سات ۷ کتب موجود ہیں جن کے نام یہ ہیں (۱) ''تواریخِ حبیب الٰہ'' (۲) ''محاسن العمل الافضل'' (۳) ''فضائل درود و سلام'' (۴) ''الکلام المبین فی آیات رحمۃ للعالمین'' (۵) ''چہل حدیث'' (۶) ''ضمان الفردوس'' (۷) ''بیانِ قدر شبِ برات''۔ اللہ جلّ شانہٗ نے توفیق دی تو حضرت مفتی صاحب کی متذکرہ بالا ۷ کتب کسی وقت مجموعہ کی صورت میں آپ کی خدمت میں پیش کی جائیں گی۔ ان شاءاللّٰہ تعالیٰ

حضرت مفتی عنایت احمد کاکوروی کے افکار ونظریات کا مختصر بیان:

صفحات کی کمی کی وجہ سے حضرت مفتی عنایت احمد کاکوروی علیہ الرحمہ کی کتب سے صرف چند اقتباسات پیش کیے جا رہے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کے وہی عقائد ہیں جو اس وقت اہلِ سنت وجماعت حنفی (بریلوی) کے ہیں اور یہ بات کسی پر مخفی نہیں کہ اہلِ سنت وجماعت کے ان عقائد کو وہابی دیوبندی حضرات شرک و بدعت کے قرار دیتے ہیں۔

حضور صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی نورانیتِ حسّی:

حضرت مفتی صاحب تحریر فرماتے ہیں:

''حدیث میں وارد ہے کہ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُورِی یعنی ''سب سے پہلے اللہ جل جلالہٗ نے میرے نور کو پیدا کیا'' اور کتبِ اخبار میں وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے آپ کے نور کو پیدا کیا اور سارے عالم کو اُس نور سے جلوۂ ظہور میں لایا۔''

(تواریخ حبیب الٰہ صفحہ ۷ مطبوعہ مطبع نامی نول کشور، کان پور ۱۸۹۲؁ء)

تاریخ وعجائباتِ ولادت:

حضرت مفتی صاحب تاریخِ میلاد شریف کے متعلق لکھتے ہیں:

''بارہویں تاریخ ربیع الاوّل کی اُسی سال میں جس میں قصہ اصحاب فیل ہوا تھا بروز دوشنبہ بوقت صبح صادق جناب محمد مصطفی صلی اللّٰہ علیہ وسلم پیدا ہوئے اور سارا عالم آپ

کے نور سے روشن ہوا اور بہت سے عجائب وخوارق عادات اُس رات ظہور میں آئے“

(تواریخ حبیب الٰہ صفحہ ۱۰ مطبوعہ مطبع نامی نول کشور، کان پور۔ سنہ ۱۸۹۲ء)

مکہ معظّمہ میں میلاد شریف کا ثبوت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے:

حضرت مفتی صاحب لکھتے ہیں:

”شاہ ولی اللہ محدث نے ”فیوض الحرمین“ میں لکھا ہے کہ میں حاضر ہوا اس مجلس میں جو مکۂ معظّمہ میں مکان مولد شریف میں تھی بارہویں ربیع الاوّل کو اور ذکر ولادت شریف اور خوارق عادات وقت ولادت کا پڑھا جاتا تھا میں نے دیکھا کہ ایک بارگی کچھ انوار اس مجلس سے بلند ہوئے میں نے اُن انوار میں تامل کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ انوار تھے ملائکہ کے جو ایسی محافل متبرکہ میں حاضر ہوا کرتے ہیں اور بھی انوار تھے رحمت الٰہی کے انتھی۔ سو مسلمانوں کو چاہیے کہ بمقتضائے محبت آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم محفل شریف کیا کریں اور اس میں شریک ہوا کریں مگر شرط یہ ہے کہ بہ نیت خالص کیا کریں۔ ریا اور نمائش کو دخل نہ دیں اور بھی احوال صحیح اور معجزات کا حسب روایات معتبرہ بیان ہو۔ اکثر لوگ جو اس محفل میں فقط شعرخوانی پر اکتفا کرتے ہیں یا روایات واہیہ نامعتبر بتاتے ہیں خوب نہیں اور بھی علما نے لکھا ہے کہ اس محفل میں ذکرِ وفات شریف کا نہ چاہیے اس لیے کہ یہ محفل واسطے خوشی میلاد شریف کے منعقد ہوتی ہے ذکرِ غم جانکاہ اس میں محض نازیبا ہے۔ حرمین شریفین میں ہرگز عادت ذکر قصّہ وفات کی نہیں ہے“

(تواریخ حبیب الٰہ صفحہ ۱۱، ۱۲ مطبوعہ مطبع نامی نول کشور، کان پور۔ سنہ ۱۸۹۲ء۔ ایضاً فیوض الحرمین صفحہ ۱۱۵ مترجم پروفیسر محمد سرور ناشر دارالاشاعت اردو بازار کراچی)

دیابنہ وہابیہ میلاد شریف پر اعتراض کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ بارہ ربیع الاول کو حضور صلی اللّٰہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تھا اس لیے اس دن میلاد شریف کی خوشی نہیں منانی چاہیے۔ حضرت مفتی عنایت احمد کاکوروی صاحب کے اس اقتباس میں منکرینِ میلاد کے اس اعتراض کا رد موجود ہے۔

محفلِ میلاد شریف کے جواز پر ایک نفیس استدلال:

حضرت مفتی صاحب لکھتے ہیں:

”ثویبہ لونڈی ابولہب کی تھی کہ ابولہب نے اُسے وقت پہنچانے خبر ولادت شریف کے آزاد کیا تھا حضرت عباس رضی اللّٰہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابولہب کو بعد موت کے خواب میں دیکھا اور حال پوچھا اُس نے کہا کہ عذاب شدید میں مبتلا ہوں مگر ہمیشہ شبِ دوشنبہ کو درمیان انگشت شہادت اور وسطے سے کہ اشارے سے اُن کے میں نے ثویبہ کو بسبب پہنچانے بشارت ولادت محمد مصطفی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے آزاد کیا تھا کچھ پانی مجھے چوسنے کو مل جاتا ہے کہ اُس سے ایک گونہ عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے علمائے محدثین نے بعد لکھنے اس روایت کے لکھا ہے کہ جب ابولہب سے کافر کو جس کی مذمت قرآن شریف میں بتصریح وارد ہے بسبب خوشی ولادت شریف کے تخفیف عذاب ہوئی تو جو مسلمان خوشی ولادت شریف سے ظاہر کرے خیال کرنا چاہیے کہ اُس کو کیسا ثواب عظیم ہوگا اور کیا کیا برکات شامل حال اُس کے ہوں گے۔“

(تواریخ حبیب الٰہ صفحہ ۱۲ مطبوعہ مطبع نامی نول کشور، کان پور۔ سنہ ۱۸۹۲ء)

وہابیہ دیابنہ میلاد شریف کے متعلق اہلِ سنت کی طرف سے پیش کی گئی اس دلیل کو یہ کہہ کر رد کرتے ہیں کہ اہلِ سنت ابولہب کافر کے عمل سے دلیل پکڑتے ہیں جب کہ حقیقت یہ ہے کہ اکثر علمائے اسلام (جو ان معترضین کے نزدیک بھی مستند ہیں) نے بخاری شریف میں بیان کی گئی اس روایت سے میلاد شریف کے جواز پر استدلال کیا ہے۔

مولوی رشید گنگوہی دیوبندی کا ”تواریخِ حبیبِ الٰہ“ پر اعتماد:

”تذکرۃ الرشید“ میں ایک واقعہ ان الفاظ میں لکھا ہے:

”ایک دن مولانا محمد حسن صاحب مرادآبادی نے دریافت کیا کہ حضرت کیا ذکرِ ولادتِ رسولِ مقبول صلی اللّٰہ علیہ وسلم بلا رعایت بدعاتِ مروجہ کتاب میں دیکھ کر بیان کر دینا جائز ہے؟ حضرت نے فرمایا کیا حرج ہے؟ اس کے بعد فرمایا کہ پیرزادے سلطان جہان نے کہلا کر بھیجا کہ وہ مولود جو جائز ہے پڑھ کر دکھلا دیجیے، میں نے کہلا بھیجا کہ یہاں مسجد میں چلے آؤ مگر اُنہوں نے عذر کیا کہ عورتیں بھی سُننے کی مشتاق ہیں اس لیے مکان میں ہو تو مناسب ہے میں نے مولوی خلیل احمد کو ”تاریخِ حبیبِ الٰہ“ مصنفہ مفتی عنایت احمد صاحب مرحوم دے کر کہا کہ تم ہی جا کر پڑھ دو وہ تشریف لے گئے“

(تذکرۃ الرشید جلد ۲ صفحہ ۲۸۴ مطبوعہ ادارہ اسلامیات، ۱۹۰ انارکلی، لاہور)

اس اقتباس سے ثابت ہوا کہ مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی صاحب ''تواریخِ حبیبِ الٰہ'' میں درج واقعاتِ میلاد کو مستند سمجھتے تھے، لیکن یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی دیوبندی نے ''تواریخِ حبیبِ الٰہ'' سے واقعاتِ ولادت بیان کرتے ہوئے محفلِ میلاد شریف کے جائز و مستحسن ہونے کا بیان (جو اُوپر نقل کیا گیا ہے) بھی عوام کے سامنے پڑھا تھا یا نہیں؟

عدم سایہ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''آپ کا سایہ نہ تھا اس لیے کہ سایہ جسم کثیف ظلمانی کا ہوتا ہے نہ لطیف و نورانی کا مولوی جامی علیہ رحمہ نے آپ کے سایہ نہ ہونے کا خوب نکتہ لکھا ہے اس قطعہ میں......

قطعہ

پیغمبر ما نداشت سایہ تاشک بدل یقیں نیفتد
یعنی ہر کس کہ پیروِ اوست پیداست کہ بر زمین نیفتد"

(تواریخ حبیب الٰہ صفحہ ۱۷۴ مطبوعہ مطبع نامی نول کشور، کان پور۔ ۱۸۹۲ء)

آپ نے ملاحظہ کیا کہ حضرت مفتی صاحب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ نہ ہونے کے قائل ہیں جب کہ دیابنہ سایہ نہ ہونے کے منکر ہیں، مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی نے اپنی کتاب ''تنقیدِ متین'' میں لکھا ہے:

''اصل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ ہونے کا مسئلہ شیعہ کا ہے''

(تنقید متین صفحہ ۱۲۱، ۱۲۲ ناشر انجمن اسلامیہ گکھڑ ضلع، گوجرانوالہ طبع اوّل ۱۹۷۶ء)

مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی صاحب کے مطابق عالمِ اہلِ سنت حضرت مولانا عنایت احمد کاکوروی کا عقیدہ بھی شیعہ کے عقیدہ کے موافق تھا۔ (استغفر اللہ)

فضیلتِ شبِ برأت کا مخالفین سے ثبوت:

اس مقالہ میں وہابیہ کی کتب سے وہ حوالہ جات پیش کیے جا رہے ہیں جن میں انہوں نے خود شبِ برات کی فضیلت کا اقرار کیا ہے یا پھر علماء اسلام میں سے کسی کے قول کو قبول کرتے ہوئے نقل کیا ہے۔

شبِ برات کے متعلق وہابی دیوبندی فرقوں کا موقف:

شبِ برات کے متعلق یہ مختصر وضاحت ضروری ہے کہ دیوبندی شبِ برات کی فضیلت کے قائل ہیں لیکن اس رات اجتماعی عبادت کو بلا دلیل ممنوع اور بدعت قرار دیتے ہیں۔

☆ مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی نے شبِ برات میں اجتماعی عبادت کو ممنوع قرار دیتے ہوئے لکھا ہے:

''اس شب میں بیدار رہ کر عبادت کرنا خواہ خلوت میں یا جلوت میں افضل ہے، لیکن اجتماع کا اہتمام نہ کیا جاوے''

(زوال السنة عن اعمال السنة صفحہ ۱۷ بحوالہ شبِ برات کی فضیلت مؤلف مولوی نعیم الدین دیوبندی صفحہ ۴۵ مطبوعہ مکتبہ قاسمیہ، ۱۷۔ اردو بازار، لاہور)

☆ دیوبندیوں کے مزعومہ مفتیٔ اعظم مولوی شفیع دیوبندی شبِ برات میں اجتماعی عبادت کو بدعت قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اہتمام کے ساتھ مسجدوں میں اجتماع بھی نو ایجاد بدعت ہے''

(شعبان المعظم فضائل، اعمال، بدعات صفحہ ۱۱۲ مطبوعہ مکتبہ شریفیہ، اردو بازار، لاہور۔ مرتب مولوی تنویر احمد شریفی)

☆ غیر مقلدین مجموعی طور پر اس رات کی فضیلت کے قائل نہیں ہیں اور شبِ برات میں انفرادی عبادت کو منع کرتے ہیں۔ جیسا کہ ان کے ''فتاویٰ ستاریہ'' میں لکھا ہے:

''شبِ برأت کو رات بھر نفلیات وغیرہ پڑھنا بدعت ہے اپنی اپنی جانب سے

دینِ اکمل کے اندر زیادتی کرنی ہے جوکہ شرعاً ممنوع ہے۔"

(فتاویٰ ستاریہ جلداول صفحہ ۶۷ مکتبہ سعودیہ، حدیث منزل، کراچی)

☆ امام الوہابیہ مولوی اسماعیل دہلوی صاحب نے "تذکیر الاخوان" میں کفر ونفاق کی باتوں کے ضمن میں شعبان میں حلوا پکانا بھی شامل کیا ہے۔ ملاحظہ ہو:

(تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان صفحہ ۶۳ و ۶۴ کتب خانہ راشد کمپنی، دیوبند ایضاً، صفحہ ۱۰، ۱۱ مطبوعہ در مطبع فاروقی، دہلی ۱۳۱۲ ہجری ایضاً، صفحہ ۲۵ و ۲۶ مطبوعہ اقبال اکیڈمی، ایبک روڈ، انارکلی، لاہور ۱۹۴۸ عیسوی ایضاً، صفحہ ۹۷ و ۹۸ مطبوعہ دارالاشاعت، اردو بازار، کراچی)

حالانکہ شبِ برأت میں حلوا پکانے اور انفرادی یا اجتماعی عبادت کی ممانعت قرآن و حدیث سے ثابت نہیں اور امام الوہابیہ مولوی اسماعیل دہلوی صاحب نے خود بھی لکھا ہے:

"در فعلے از افعال و قولے از اقوال ہزار منافع و مضار مدرک شود و بصد وجہ حسن یا قبح عقلاً در و ثابت شود اما تا وقتیکہ کتاب منزل یا نص نبی مرسل بر لزوم یا منع او دلالت نداشتہ باشد وجوب یا حرمتِ آن قول و فعل شرعاً ثابت نمی تواں شد" (ترجمہ) "اگر کسی فعل یا قول میں عقل وادراک سے ہزاروں نفع یا ضرر (نقصان) نظر آئیں یا کئی وجہ سے اُس میں حسن وقبح پایا جائے تاہم جب تک منزّل کتاب وحُکمِ نبی مُرسل سے اس کا جواز (جائز ہونا) یا نہی (منع ہونا) ثابت نہ ہو اس کا وجوب یا حرمت شرعاً ثابت نہیں ہوتا"

(منصب امامت صفحہ ۸۳، فارسی مع اردو مطبوعہ در مطبع فاروقی، دہلی ترجمہ مولوی عبد اللطیف سہسوانی۔ ایضاً، صفحہ ۱۴۰ ناشر آئینہ ادب، چوک انارکلی، لاہور۔ وایضاً، صفحہ ۱۲۵، ۱۲۴ مطبوعہ طیب پبلشرز ۵ یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور)

مولوی اسماعیل دہلوی نے اپنی اس عبارت کے برخلاف کتنے ہی امور کو اپنی کتب "تقویۃ الایمان"، "تذکیر الاخوان"، "ایضاع الحق" اور "تنویر العینین" میں بغیر قرآن وسنت سے دلیل ہونے کے شرک وکفر کے قرار دیا ہے۔ یہاں تفصیل بیان کرنے کا وقت نہیں، بلکہ ان سے اس بات کی وضاحت مطلوب ہے کہ مولوی اسماعیل دہلوی کی اس صراحت کے باوجود وہابیہ دیابنہ شبِ برات میں اجتماعی عبادت کو بلا دلیل کتاب وسنت بدعت کیوں قرار دیتے ہیں۔؟

فضیلتِ شبِ برأت کا ثبوت مخالفین کے پیشواؤں اوران کی معتمد کتب سے:

(۱) فرقہ وہابیہ کے مورثِ اعلیٰ ابن تیمیہ سے ثبوت:

مورثِ اعلیٰ جملہ وہابیاں ابنِ تیمیہ نے اپنی کتاب "اقتضاء الصراط المستقیم" میں شبِ برات کے متعلق لکھا ہے:

"اس رات کی فضیلت میں متعدد مرفوع احادیث اور آثار مروی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کی یہ ایک فضیلت والی رات ہے سلف میں سے بعض لوگ اس میں نماز پڑھتے تھے"

(الاقتضاء الصراط المستقیم ترجمہ وتلخیص بنام راہ حق کے تقاضے صفحہ ۱۴۰ مترجم مولوی مقتدیٰ حسن (جامعہ سلفیہ بنارس) مطبوعہ المکتبۃ السّلفیہ، شیش محل روڈ، لاہور)

اس کے دو سطر بعد ابن تیمیہ نے مزید لکھا ہے:

"اکثر اہلِ علم اس رات کی فضیلت کے قائل ہیں امام احمد نے بھی اس کی وضاحت کی ہے۔"

(الاقتضاء الصراط المستقیم ترجمہ وتلخیص بنام راہ حق کے تقاضے صفحہ ۱۴۰ مترجم مولوی مقتدیٰ حسن (جامعہ سلفیہ بنارس) مطبوعہ المکتبۃ السّلفیہ، شیش محل روڈ، لاہور)

(۲) امام الوہابیہ مولوی اسماعیل دہلوی سے ثبوت:

وہابیہ دیابنہ کے امام مولوی اسماعیل دہلوی صاحب شبِ برأت کے متعلق لکھتے ہیں:

"آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم شبِ برأت میں کسی کو اطلاع دینے اور جتلانے کے بغیر بقیع میں تشریف لے جاتے اور دعا کرتے اور صحابہ میں سے کسی کو امر نہ فرماتے کہ اس رات قبروں پر جا کر دعا کرنی چاہیے چہ جائیکہ آپ نے تاکید کی ہو پس اگر اب کوئی شخص پیغمبرِ خدا صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی متابعت کے واسطے شبِ برأت کو صلحاء کا مجمع کر کے کسی مقبرہ میں بہت ساری دعائیں کرے تو آنجناب کی مخالفت کے باعث اسے ملامت نہیں کر سکتے۔"

(صراط مستقیم صفحہ ۷۵ مطبوعہ ادارہ نشریات اسلام اردو بازار لاہور وایضاً صفحہ ۱۰۹ مطبوعہ

اسلامی اکادمی اردو بازار لاہور)

اس اقتباس سے ثابت ہوا کہ شبِ برأت میں صلحاء کا مجمع کر کے عبادت کرنے والے کوملامت کرنا غلط ہے اس لیے اگر مسلمان شبِ برأت کو قبرستان جائیں اور دعائیں کریں تو اس کی وجہ سے وہابیہ کا اہلِ سنت کوملامت کرنا درست نہیں، وہابیہ دیابنہ سے گذارش ہے کہ ہماری نہیں تو اپنے امام کی بات ہی مان لیں اور اللہ تعالیٰ کی انفرادی اور اجتماعی عبادت سے منع نہ کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے:

وَ مَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنۡ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰہِ اَنۡ یُّذۡکَرَ اسۡمُہٗ۔

"اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اللہ تعالیٰ کی مسجدوں میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کیے جانے کو روکے۔"

(پارہ: اول، سورۂ بقرہ، آیت: ۱۱۴، ترجمہ مولوی محمد جونا گڑھی غیر مقلد وہابی)

(۳) مولوی ثناء اللہ امرتسری سے ثبوت:

۱ وہابیہ کے مشہور اور مزعوم مناظر مولوی ثناء اللہ امرتسری صاحب سے شبِ برأت کے متعلق سوال ہوا۔ ذیل میں سائل کا سوال اور مولوی ثناء اللہ صاحب کا جواب دونوں ملاحظہ کریں، فتاویٰ ثنائیہ میں لکھا ہے:

"**سوال:** پندرھویں شبِ شعبان کو کیا شب قدر کا کوئی ثبوت ہے اس شب کو ثواب جان کر تلاوت یا عبادت کرنا کیسا ہے۔ (عبد الماجد بریلی)

جواب: اس رات کے متعلق ضعیف روایتیں ہیں اس دن کوئی کارِ خیر کرنا بدعت نہیں ہے! بلکہ بحکم **انما الاعمال بالنیات** موجب ثواب ہے۔ **اللہ اعلم**"۔

(فتاویٰ ثنائیہ جلد اول صفحہ ۶۵۶ ناشر ادارہ ترجمان السنہ ۷ ایبک روڈ لاہور)

مولوی ثناء اللہ صاحب نے صراحتاً تسلیم کرلیا کہ شبِ برأت میں عبادت کرنا ثواب ہے۔

(۴) مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی سے ثبوت:

مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی صاحب نے شعبان کے فضائل پر مستقل رسالہ لکھا ہے ذیل میں اس کے اہم اقتباسات پیش کیے جارہے ہیں

☆ ابراہیم میر سیالکوٹی صاحب لکھتے ہیں:

"ماہِ شعبان کے فضائل بعض تو صحیح حدیثوں سے ثابت ہیں اور بعض ایسے بھی ہیں جن کی متعلقہ احادیث ضعیف ہیں"

☐) فضائل شعبان مع کتاب ماہِ شعبان اور شبِ برأت صفحہ ۳۱ مطبوعہ **مدینۃُ العلم** جامعہ مجددیہ، درس روڈ، نور آباد فتح گڑھ، سیالکوٹ)

☆ "قرآن شریف میں سورۂ دخان میں جو فرمایا **اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰہُ فِیۡ لَیۡلَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ** (پ: ۲۵) اس کی نسبت بعض مفسرین عِکرمہ وغیرہ کا قول ہے کہ اس سے نصف شعبان کی رات مُراد ہے"

(فضائل شعبان مع کتاب ماہِ شعبان اور شبِ برأت صفحہ ۳۶ مطبوعہ **مدینۃُ العلم** جامعہ مجددیہ، درس روڈ، نور آباد فتح گڑھ، سیالکوٹ)

اب جو اقتباس نقل کیا جارہا ہے اس کے تحت مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی صاحب نے کچھ حواشی بھی تحریر کیے ہیں ان کو بھی ساتھ ہی نقل کیا جارہا ہے:

☆ "حضرت عائشہ صدیقہؓ کہتی ہیں ایک رات آں حضرتؐ اُٹھے اور نماز پڑھنے لگے تو آپؐ کا سجدہ بہت لمبا ہوگیا میں نے گمان کیا کہ آپ قبض ہوگئے، جب میں نے آپ کو اس حالت میں دیکھا تو میں اُٹھی اور آپؐ کا انگوٹھا (پکڑ کر) ہِلایا آپؐ ہِلے تو میں واپس آگئی پس میں نے آپؐ کو سجدے کی حالت میں یہ کہتے سنا: **اَعُوۡذُ بِعَفۡوِکَ مِنۡ عِقَابِکَ وَ اَعُوۡذُ بِرِضَاکَ مِنۡ سَخَطِکَ وَ اَعُوۡذُبِکَ مِنۡکَ اِلَیۡکَ لَا اُحۡصِیۡ ثَنَاءً عَلَیۡکَ اَنۡتَ کَمَا اَثۡنَیۡتَ عَلٰی نَفۡسِکَ۔** ۱۲ یعنی (خداوند!) میں تیری معافی کے ساتھ تیری سزا سے پناہ پکڑتا ہوں ساتھ تیری رضامندی کے تیری خفگی سے، اور پناہ پکڑتا ہوں ساتھ تیری ذات کے تجھ سے اور (بھاگ کر) تیری ہی طرف (آتا ہوں) میں تیری ثناء تجھ پر گن نہیں سکتا۔ تُو ویسا ہے جیسی تُو نے خود اپنی ذات کی ثناء کی۔" اس کے بعد جب آپؐ نے سجدے سے سر اُٹھایا اور نماز سے فارغ ہوئے تو مجھے فرمایا، **یَاعَائِشَۃُ یَاحُمَیۡرَاءُ** (لاڈلی) (۱) ((۱۔ حضرت عائشہؓ کو اُنکے گورے رنگ کی وجہ سی حُمَیرا ءبھی کہتے تھے یعنی لاڈلی۔ ۱۲ منہ (ابراہیم میر)) کیا تُو نے گمان کیا کہ میں نے تیری حق تلفی کی؟ میں نے عرض کیا، نہیں خدا کی قسم اے خدا کے رسولؐ (ایسا خیال نہیں تھا) لیکن آپؐ کی سجدہ کی درازی سے مجھے گمان گزرا کہ آپ قبض ہوگئے ہیں، اس پر آپؐ نے فرمایا کیا تُو جانتی ہے کہ آج کون سی رات ہے میں نے عرض کیا خدا اور خدا کا رسولؐ بہتر جانتے ہیں آپ

نے فرمایا یہ نصف شعبان کی رات ہے اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات کو اپنے بندوں پر نظر کرتا ہے تو بخشش مانگنے والوں کو بخشتا ہے اور رحمت طلب کرنے والوں پر رحمت کرتا ہے اور اہلِ کینہ کو چھوڑ دیتا ہے جس طرح کہ وہ ہوتے ہیں (۲) ((۲۔**ترغیب و ترہیب للمُنذری** علیہ رحمۃ اللہ **بر حاشیہ مشکوٰۃ** ص ۱۷۸ امام مُنذریؒ نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرمایا: اس حدیث کو امام بیہقیؒ نے علاء بن حارث کے طریق سے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا اور کہا کہ یہ ”مُرسَلُ جَیِّد“ یعنی علاء نے حضرت عائشہؓ سے سُنا نہیں، امام مُنذری نے اس حدیث کو ”ترغیب و ترہیب“ ہی میں دوسرے مقام پر ” باب التہاجر ص ۴۲۸“ میں نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ احتمال ہے کہ علاء نے یہ حدیث مکحول سے لی ہو یہ عاجز ابراہیم میر سیالکوٹی کہتا ہے کہ روایت مکحول کے واسطے سے کئی ایک دیگر صحابہؓ سے بھی مروی ہے مثلاً کثیر بن مرہؓ، اور ابوثعلبہؓ سے (دیکھو ترغیب و ترہیب ص ۴۲۸) گویا یہ سب طُرق مرسل ہیں لیکن دیگر مختلف صحابہؓ سے مروی ہونے سے معلوم ہوسکتا ہے کہ یہ مسئلہ بے بنیاد نہیں ہے، خصوصا! حضرت معاذؓ کی حدیث کو ملحوظِ خاطر رکھنے سے جو اس کے بعد نمبر ۳ پر درج کی ہے صاف کُھل جاتا ہے۔ ۱۲ منہ (ابراہیم میر))۔ حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ آں حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نصف شعبان کی رات کو اپنی سب مخلوق کی طرف نظر کرتا ہے پس سب خلقت کے گناہ معاف کر دیتا ہے سوائے مشرک اور کینہ وَر کے (۳) ((۳۔امام منذریؒ نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد کہا ”روایت کیا اس کو طبرانی نے ”اوسط“ میں اور ابنِ حبان نے اپنی ”صحیح“ میں، اور بیہقیؒ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی حدیث سے اسی طرح ساتھ ایسی اسناد کے جس میں کوئی برائی نہیں۔“ ۱۲ منہ (ابراہیم میر))۔ یہی مضمون جو حضرت معاذؓ کی حدیث کا ہے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے بھی مروی ہے اور وہ حضرت معاذؓ والی حدیث سے قوت پکڑ سکتی ہے۔ نصف شعبان کا روزہ: نصف شعبان کا روزہ رکھنے کی بابت سوائے حضرت علیؓ کی روایت کے اور کوئی روایت نہیں ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے ”فرمایا رسول اللہ **صلی اللہ علیہ و سلم** نے جب نصف شعبان کی رات ہو تو تم اُس رات میں قیام کرو اور اس کے دن کا روزہ رکھو کیوں کہ اس میں مغرب کے وقت پہلے آسمان پر خدا تعالیٰ (کی تجلّی) کا نزول

ہوتا ہے تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کیا کوئی بخشش مانگنے والا ہے کہ میں اس کو بخشوں؟ کیا کوئی رزق مانگنے والا ہے کہ میں اس کو رزق دوں؟ کیا کوئی مبتلائے (مصیبت) ہے کہ میں اُسے عافیت دوں؟ کیا کوئی ایسا ہے؟ کیا کوئی ایسا ہے؟ خدا تعالیٰ اس طرح فرماتا رہتا ہے حتیٰ کہ فجر ہو جاتی ہے۔“ (ابن ماجہ ص ۱۰۰) لیکن خاص اس روایت کے راویوں میں سے ایک راوی ابن ابی سبرہ ہے جسے امام احمدؒ نے جھوٹی حدیثیں بنانے والا قرار دیا ہے اور امام بخاریؒ وغیرہ نے اسے ضعیف کہا ہے اور امام نسائی نے کہا متروک ہے (۴) ((۴۔میزان الاعتدال ص ۶۳۹ جلد ثانی ترجمہ ابوبکر بن عبداللہ بن ابی سبرہ۔ ۱۲ منہ (ابراہیم میر))۔ اس روایت کے مقابلہ میں ایک اور روایت ہے جسے امام ترمذیؒ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کیا کہ ”آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جب نصف شعبان باقی رہ جائے تو روزہ نہ رکھو۔“ امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے۔ اور اس کے معنے بعض اہلِ علم سے یہ بتائے ہیں کہ کوئی شخص (شعبان کے نصف اوّل میں تو) روزے نہ رکھے، لیکن جب شعبان کے کچھ دن باقی رہ جائیں تو رمضان کی وجہ سے روزے رکھنے شروع کر دے (۵) ((۵۔دیکھو اسی رسالہ کا صفحہ ۵۲۔ ۱۲ منہ (ابراہیم میر)) (سو یہ بات منع ہے) جیسے ابوہریرہؓ ہی کی دُوسری روایت میں ہے کہ رمضان سے ایک یا دو دن پیشتر روزے نہ رکھو (الحدیث) ظاہر ہے کہ یہ روایت حضرت علیؓ والی روایت کے معارض نہیں ہے کیونکہ اس میں نصف شعبان کے بعد روزہ رکھنے کی ممانعت ہے اور حضرت علیؓ والی روایت میں خاص نصف شعبان والے دن کے روزے کا حکم ہے۔ دیگر یہ کہ ممانعت والی حدیث میں علتِ رمضان کی خاطر پیشتر روزہ رکھنا ہے اور حضرت علیؓ والی روایت میں خاص شعبان کی اس رات کی خاطر پیشتر روزہ رکھنا ہے اور حضرت علیؓ والی روایت میں خاص شعبان کی اس رات کی فضیلت ملحوظ ہے پس ہر دو احادیث اپنے اپنے موقع پر ہیں (۶) ((۶۔حضرت علیؓ والی روایت پر جو جرح ہے وہ بحال خود ہے، اس جگہ دونوں حدیثوں کے مضمون میں جو تعارض کا وہم پڑ سکتا ہے اس کو رفع کیا ہے۔ ۱۲ منہ (ابراہیم میر))۔ دیگر احادیث: حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ آں حضرت **صلی اللہ علیہ و سلم** نے آپ سے فرمایا کہ اس رات میں یعنی نصف شعبان کی رات میں کیا ہوتا ہے؟ حضرت

عائشہؓ نے پوچھا حضرت کیا ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ۔ ١۔ اس میں لکھا جاتا ہے، ہر بچہ بنی آدم کا جو اس سال میں پیدا ہونے والا ہو۔ ٢۔ اس میں لکھا جاتا ہے، ہر شخص بنی آدم میں سے جو اس سال مَرنے والا ہے اور اس میں ان کے اعمال مرفوع ہوتے ہیں، اور۔ ٣۔ اس میں ان کے اعمال مرفوع ہوتے ہیں، اور۔ ۴۔ اس میں ان کے رزق اُترتے ہیں (الحدیث) (٧) ((٧۔ مشکوٰۃ۔ (ابراہیم میر)) ٢۔ امام بیہقی نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس جبرائیلؑ نے آکر ذکر کیا کہ یہ رات نصف شعبان کی ہے اس میں خدا تعالیٰ دوزخ سے اتنے لوگ آزاد کرتا ہے جتنے قبیلہ بنی قلب کے بکریوں کے بال ہیں (لیکن) خدا تعالیٰ اس رات میں نظرِ رحمت نہیں کرتا طرف مشرک کی، اور نہ کینہ دوز کی، اور رشتہ داری کے پیوند کو قطع کرنے والے کی طرف، اور نہ (تکبر سے) اپنا تہبند یا پاجامہ (ٹخنوں سے نیچے) لٹکانے والے کی طرف، اور نہ اپنے ماں باپ کے ستانے والے کی طرف اور نہ شراب نوشی پر ہمیشگی کرنے والے کی طرف (٨) ((٨۔ ترغیب وترہیب مطبوعہ برحاشیہ مشکوٰۃ ص ١٧٩۔ ١٢ منہ (ابراہیم میر))۔ ایک روایت میں قاتلِ نفس کا ذکر بھی آیا ہے یعنی خدا تعالیٰ شبِ بَرَأت میں اُس شخص کی طرف بھی نہیں دیکھتا جس نے کسی بے گناہ کو قتل کیا ہو (٩) ((٩۔ ترغیب وترہیب ص ۴٢٨ **قال المنذری رواہ احمد عن عبداللہ بن عمر** رضی اللہ عنہ **باسنادِ لین**۔ ١٢ منہ (ابراہیم میر))۔ خلاصۃُ الباب۔ محدثین کا مذہب یہ ہے کہ جو کچھ صحیح حدیث سے ثابت ہو اس پر عمل بِلاتردّد کیا جائے اور اس میں کسی دیگر کی مخالفت کا اندیشہ نہ کیا جائے، اور فضائلِ اعمال میں اگر کوئی حدیث ضعیف ہو یا اُس کے طُرق کئی ایک ہوں جو ایک دوسرے کی تائید کرتے ہوں تو اس میں چنداں حرج نہیں دیکھا گیا۔ چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ ''مُصَفّٰی شرح فارسی مُؤطاءِ امام مالکؒ'' میں فرماتے ہیں ''سلف استنباطِ مسائل وفتاوٰی میں دو طریق پر تھے ایک وہ کہ قرآن وحدیث اور آثارِ صحابہؓ کو جمع کر کے اُن سے استنباط کرتے تھے اور یہ طریقہ اصل محدثین کا ہے۔ (ص ۴) اِسی طرح شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی حنفیؒ ''مجموعہ المکاتیب والرسائل'' میں رسالہ نمبر ١٠ ''اقامۃ المراسم'' میں فرماتے ہیں۔ محدثین کا طریقہ منصوص پر

عمل کرنے کا ہے جو صحیح روایت سے ثابت ہو، مع اس کے کہ فضائلِ اعمال میں ضعیف حدیث پر بھی عمل جائز ہے خصوصاً جب کہ اُن کے متعدد طُرق ہوں اور ایک دوسرے سے قوت پکڑ سکتی ہوں۔''

(فضائل شعبان مع کتاب ماہِ شعبان اور شبِ برأت صفحہ ٣٦ تا ۴٢ مطبوعہ مدینۃُ العلم جامعہ مجددیہ، درس روڈ، نور آباد فتح گڑھ، سیالکوٹ)

☆ ''شبِ برأت میں سوائے قیامِ لیل اور درازئ سجدہ کے جو مسنون دعا کے ساتھ ہو اور زیارتِ قبور کے اور اہلِ قبور کے لیے دعائے بخشش مانگنے کے اور عاشوراء کے دن کے سوائے اس کے روزے کے اور اپنے اہل پر توسیعِ طعام کے کچھ بھی ثابت نہیں اور توسیعِ طعام کی احادیث بھی ضعیف ہیں اور اُن کے تعدّد طُرق سے اس نقصان کی تلافی ہو جاتی ہے، (ص ۵٩، ٦٠)۔ ہدایت۔ ہم نے شعبان اور شبِ برأت کے متعلق صحیح اور ضعیف احادیث میں امتیاز کر دیا ہے اتباعِ سنت کا شوق رکھنے والے سنّتِ نبویہؐ کو مضبوطی سے پکڑ لیں''

(فضائل شعبان مع کتاب ماہِ شعبان اور شبِ برأت صفحہ ۴٣ مطبوعہ مدینۃُ العلم جامعہ مجددیہ، درس روڈ، نور آباد فتح گڑھ، سیالکوٹ)

(۵) مولوی عبداللہ روپڑی سے ثبوت:

n وہابیہ کے مشہور مزعومہ محدث مولوی عبداللہ روپڑی صاحب سے بھی نصف شعبان کے روزہ کے متعلق سوال ہوا۔ ذیل میں سوال اور جواب دونوں ملاحظہ کریں۔ ''فتاویٰ اہلحدیث'' میں لکھا ہے:

''**سوال:** ماہ شعبان کی چودہویں یا پندرہویں روزہ رکھنا یا تین روزے تیرہویں چودھویں پندرہویں تاریخ میں رکھنے جائز ہیں یا نہیں بعض کہتے ہیں یہ بدعت ہے۔ الخ۔

جواب: شبِ برأت کا روزہ رکھنا افضل ہے چنانچہ مشکوٰۃ وغیرہ میں حدیث موجود ہے اگرچہ حدیث ضعیف ہے لیکن فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل درست ہے ہر ماہ کی تیرہویں چودہویں پندرہویں کا روزہ بھی حدیث میں آیا ہے۔'' الخ

(فتاویٰ اہل حدیث جلد دوم صفحہ ۵۵۴، ادارہ احیاء السنۃ النبویۃ ڈی بلاک سیٹلائٹ

ٹاؤن، سرگودھا)

قارئین آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ مولوی عبداللہ روپڑی غیر مقلد صاحب نے نصف شعبان کے روزے کو افضل قرار دیا ہے جب کہ دوسری طرف غیر مقلدین کے امام ابن تیمیہ اپنی کتاب ’’اقتضاء الصراط المستقیم‘‘ میں نصف شعبان کے روزے کو مکروہ قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

’’اس دن کا روزہ رکھنا شریعت میں کوئی اصل نہیں رکھتا بلکہ مکروہ ہے‘‘

(جادہ حق تلخیص اقتضاء الصراط المستقیم ترجمہ مولوی عبدالرزاق ملیح آبادی صفحہ ۱۷ مطبوعہ ادارہ ترجمان السنہ، شیش محل روڈ لاہور، ۔ ایضاً، فکر وعقیدہ کی گمراہیاں اور صراط مستقیم کے تقاضے تلخیص اقتضاء الصراط المستقیم صفحہ ۸۲ مطبوعہ دار السلام ۳۶۔ لوئر مال سیکریٹریٹ سٹاپ، لاہور، ۔ ایضاً راہ حق کے تقاضے تلخیص اقتضاء الصراط المستقیم مترجم مولوی ڈاکٹر مقتدیٰ حسن غیر مقلد صفحہ ۱۴۰ مطبوعہ المکتبۃ السّلفیہ، شیش محل روڈ، لاہور)

اس اقتباس میں یہ واضح ہے کہ ابن تیمیہ نے پندرہ شعبان کے روزے کو مکروہ قرار دیا ہے، یوں مولوی عبداللہ روپڑی غیر مقلد صاحب کا اپنے امام ابن تیمیہ سے نصف شعبان کے روزے کے مسئلے پر اختلاف ہو گیا، اس مقام پر احناف کے خلاف ’’الاختلاف بین ائمۃ الاحناف‘‘ جیسی کتاب لکھنے والے غیر مقلد مؤلف کے لیے لمحہ فکریہ ہے، یاد رہے کہ غیر مقلدین کے آپسی شدید اختلافات کے بہت سے ثبوت ہمارے پاس موجود ہیں۔ جن میں سے ۳۲ تضادات اور اختلافات مجلہ کلمہ حق، شمارہ ۱، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷ میں راقم کے قسط وار مضمون بعنوان ’’وہابیوں کے تضادات‘‘ میں دیکھے جا سکتے ہیں

(۶) مولوی صلاح الدین یوسف غیر مقلد سے ثبوت:

☆ مولوی صلاح الدین یوسف غیر مقلد صاحب نصف شعبان کی فضیلت کے متعلق لکھتے ہیں:

’’شعبان کی پندرھویں رات کی بابت متعدد روایات آتی ہیں جن میں اس رات کی بعض فضیلتوں کا ذکر ہے لیکن یہ روایات ایک آدھ روایت کے علاوہ، سب ضعیف ہیں لیکن چونکہ یہ کثرتِ طُرق سے مروی ہیں، اس لیے بعض علماء اس بات کے قائل ہیں کہ اس رات کی کچھ نہ کچھ اصل ہے بنا بریں اس رات کی کچھ نہ کچھ فضیلت ضرور ہے اور دوسرے علماء کی

رائے میں ضعیف روایات قابلِ عمل نہیں۔‘‘

(مسئلہ رویت ہلال اور ۱۲ اسلامی مہینے صفحہ ۳۲۲، ۳۲۳ مطبوعہ دار السلام، ۳۶۔ لوئر مال سیکرٹریٹ سٹاپ، لاہور)

☆ مزید لکھتے ہیں:

’’علامہ البانی رحمہ اللہ اور شعیب ارناؤط رحمہ اللہ وغیرہ نے کثرتِ طُرق کی بنا پر اس ایک روایت کو صحیح قرار دیا ہے جب کہ باقی سب روایات ضعیف یا موضوع ہیں، وہ ارشادِ گرامی درج ذیل ہے۔ **یَطّلِعُ اللّٰہُ تَبَارَکَ وتَعَالٰی اِلٰی خَلقِہ لَیلَۃِ النِّصفِ مِن شَعبَانَ فَیَغفِرُ لِجَمِیعِ خَلقِہ اِلاَّ لِمُشرِکٍ اَو مَشَاحِنٍ:** اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرھویں رات کو اپنی پوری مخلوق کی طرف (نظرِ رحمت سے) دیکھتا ہے پھر مشرک اور کینہ پرور کے سوا باقی ساری مخلوق کی بخشش کر دیتا ہے۔‘‘

(مسئلہ رویت ہلال اور ۱۲ اسلامی مہینے صفحہ ۳۲۳ مطبوعہ دار السلام، ۳۶۔ لوئر مال سیکرٹریٹ سٹاپ، لاہور)

(۷) مولوی عبدالرحمان اٹاوی غیر مقلد سے ثبوت:

مولوی عبدالرحمان اٹاوی غیر مقلد صاحب اپنے مضمون ’’شبِ برأت کی فضیلت‘‘ میں لکھتے ہیں:

’’جہاں ہماری عبادت میں سُستی آ گئی ہے من جملہ ان کے ایک موقع ماہ شعبان کی پندرھویں شب بھی ہے۔ بعض ہمارے بھائی بھی اس رات کی عبادت اور فضیلت سے قطعی انکار کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے، لہٰذا اس بارے میں جتنی احادیث آئی ہیں مع جرح وتعدیل ہدیہ ناظرین کی جاتی ہیں **ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔** ’’ترمذی شریف‘‘ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ فرماتی ہیں کہ میں نے ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (اپنی باری میں) نہیں پایا، میں نکل کر دیکھتی ہوں تو آپ جنت البقیع (مدینہ کے قبرستان) میں ہیں، آپ نے فرمایا! کیا تم نے خیال کیا کہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم تم پر ظلم کریں، میں نے کہا ہاں یا رسول اللہؐ مجھے معاً گمان ہوا کہ آپ کسی بیوی کے پاس تشریف لے گئے ہیں اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ شعبان کی

پندرھویں رات کو آسمانِ دنیا پر نزولِ اجلال فرماتا ہے اور بنی کلب (قبیلہ) کی بکریوں کے بالوں کی تعداد سے بھی زیادہ اپنی مخلوق کو اس رات میں بخش دیتا ہے۔ اس بارے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی الله عنه سے بھی روایت ہے امام ترمذی رحمة الله علیه فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ہم کو حجاج کی روایت سے پہنچی ہے اور میں نے اپنے استاد امام محمد (امام بخاری) رحمة الله علیه سے سنا وہ اس حدیث کو ضعیف کہتے تھے اور کہا کہ یحییٰ بن ابی کثیر نے عروہ سے نہیں سنا، اور امام محمد (بخاری) رحمة الله علیه نے کہا کہ حجاج نے ابی کثیر سے نہیں سنا۔ شارحِ ترمذی صاحبِ ''تحفة الاحوذی'' فرماتے ہیں ''یہ حدیث دو جگہ منقطع ہے'' پھر فرماتے ہیں ''اس کو اچھی طرح جان لیجیے کہ شبِ برأت کی فضیلت میں کئی حدیثیں مروی ہیں یہ سب حدیثیں بتا رہی ہیں کہ اس کی فضیلت کا ثبوت ہے۔'' پہلا ثبوت: یہی منقطع حدیث ہے جو مذکور ہوئی، اور ابوبکر صدیق رضی الله عنه سے مروی ہے کہ اس کے بارے میں شارح فرماتے ہیں کہ امام بزار اور امام بیہقی رحمة الله علیهما نے اس حدیث کو نقل فرما کر کہا کہ اس کی اسناد اچھی ہیں کوئی حرج نہیں **کذا فی الترغیب و الترهیب للمنذری فی باب الترهیب من التهاجر (الاحوذی)** دوم: انہی اُم المؤمنینؓ سے روایت ہے کہ وہ کہتی ہیں کہ رات کو رسول اللہ صلی الله علیه وسلم نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے اور اس میں بہت بڑا لمبا سجدہ کیا حتیٰ کہ میں نے خیال کیا کہ آپؐ انتقال فرما گئے ہیں (اللہ اکبر اس قدر عبادت میں ریاض سوائے نبی کریم صلی الله علیه وسلم کے کوئی نہیں کر سکتا پھر برابری کا وسوسہ کیسا) جب مجھے یہ خیال گزرا تو میں کھڑی ہوگئی اور آپ کے پیر کے انگوٹھے کو ہِلایا تو آپ نے حرکت کی تو میں لَوٹ گئی جب حضور صلی الله علیه وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا! اے عائشہ اے حُمیراء (سرخ رنگ) کیا تو نے یہ خیال کیا کہ رسول اللہ صلی الله علیه وسلم تمہارے حق میں ناانصافی کریں گے میں نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ صلی الله علیه وسلم میں نے خیال کیا کہ طولِ سجدہ کی وجہ سے آپ فوت ہو گئے، آپ نے فرمایا اے عائشہ تم جانتی ہو کہ یہ کون سی رات ہے؟ میں نے عرض کیا اس کو تو اللہ اور اس کے رسول ہی جان سکتے ہیں آپ نے فرمایا یہ شعبان کی پندرھویں شب ہے اللہ تبارک و تعالیٰ اس میں اپنے بندوں پر نظرِ عنایت سے جھانکتا اور دیکھتا ہے اور گناہوں سے بخشش مانگنے والوں کو بخشتا ہے اور رحم و کرم کی درخواست کرنے والوں کی درخواست کو منظور فرما کر ان پر رحم و کرم فرماتا ہے دنیوی بِنا پر کِینہ بُغض و عداوت رکھنے والوں کو مؤخر کر کے ان کا معاملہ التوا میں ڈال دیتا ہے تاوقتیکہ وہ آپس میں صلح نہ کر لیں اس حدیث کو امام بیہقی رحمة الله علیه نے مرسل روایت کیا ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔ سوم۔ حضرت معاذ بن جبل رضی الله عنه رسول اللہ صلی الله علیه وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرھویں شب میں تمام مخلوق کو دیکھتا اور انہیں بخشتا ہے سوائے مشرک اور کینہ بُغض و عداوت والے کے۔ حافظ منذری نے اس حدیث کو ذکر کر کے کہا اس کو طبرانی نے ''اوسط'' میں اور ابن حبان نے اپنی ''صحیح'' میں اور بیہقی نے اپنی ''سنن'' میں روایت کیا ہے اور ابنِ ماجہ نے اسی لفظ کے ساتھ حدیث ابوموسیٰ سے اور بزار اور البیہقی نے ابوبکر صدیق رضی الله عنه سے اسی کے مثل روایت کیا ہے جس کی سند میں کوئی برائی ہو۔ اس کے بعد شارح ترمذی فرماتے ہیں ''ابن ماجہ کی حدیث ابوموسیٰ اشعری رضی الله عنه سے مروی ہے اس میں ابن ابی ربیعہ راوی ہے اور وہ ضعیف ہے۔ چہارم۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی الله عنه سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی الله علیه وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ شبِ برأت میں اپنی مخلوق کو جھانک کر دیکھتا ہے اور اپنے بندوں کو بخشتا ہے مگر حسد و بُغض و کِینہ رکھنے والے اور قاتل ان دونوں کو نہیں بخشتا، امام منذری نے کہا کہ اس حدیث کو امام احمد رحمة الله علیه نے بہ اسنادِ لین روایت کیا ہے۔ پنجم۔ حضرت مکحول کو کثیر بن مرہ اور ان کو رسول اللہ صلی الله علیه وسلم سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ لیلہ نصف شعبان میں زمیں والوں کو بخشتا ہے سوائے مشرک اور کِینہ دار کے۔ منذری نے کہا اس کو امام بیہقی رحمة الله علیه نے روایت کر کے کہا یہ حدیث بھی مرسل جید ہے اور طبرانی و بیہقی دونوں نے بروایت مکحول عن ابی ثعلبہؓ روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی الله علیه وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس رات میں اپنے بندوں کو جھانک کر دیکھتا ہے اور ایمان والوں کو بخشتا ہے اور کافروں کو ڈھیل دیتا ہے اور اہلِ کینہ حسد و بُغض کو یوں ہی چھوڑ دیتا ہے تاوقتیکہ اس سے باز آ جائیں یہ حدیث بھی مرسل ہے۔ ششم: حضرت علی رضی الله عنه سے مروی کہ رسولِ خدا صلی الله علیه وسلم نے فرمایا کہ جب نصف شعبان کی شب ہو تو رات میں قیام کرو اور اس کے دن میں روزہ رکھو اللہ تعالیٰ آفتاب غروب ہوتے ہی آسمان دنیا پر تشریف لاتا ہے اور صبح صادق تک بندوں کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کوئی گناہوں سے بخشش مانگنے والا ہے کہ میں اُسے بخش دوں؟ کوئی

مجھ سے رزق مانگنے والا ہے کہ میں اسے روزی عنایت کروں؟ کوئی مصیبت زدہ آفت زدہ (مجھ سے دعا مانگنے والا) ہے کہ میں اس کو عافیت اور تندرستی دوں؟ کوئی کسی طرح کا بھی سوالی ہے کہ میں اس کے سوال کو پورا کروں؟ اس حدیث کو ابن ماجہؒ نے روایت کیا اور اس میں ایک راوی ابوبکر بن عبداللہ بن محمد بن (یہاں سے نسخہ ناقص ہے میثم قادری) ہے اس کو ”واضع الحدیث“ کہا۔۔۔(راقم کے پاس اہل حدیث گزٹ کے اس شمارے میں یہ مقام ناقص ہے اس لیے یہاں نقطے لگا دیے گئے ہیں۔ میثم قادری) اور امام نسائی نے اس کو ”متروک“ کہا ہے اس کے بعد صاحبِ ”تحفۃ الاحوذی“ فرماتے ہیں۔۔ یہ تمام حدیثوں کا مجموعہ حجت ہے ان پر جو کہتے ہیں اس رات کی فضیلت ثابت نہیں۔ و اللہ اعلم“

(اہل حدیث گزٹ، دہلی صفحہ ۹، ۱۰ بابت ۱۵ جون ۱۹۴۷ء)

شبِ برات میں اجتماعی طور پر عبادت کرنے کا شام کے تابعین سے ثبوت:

☆ نجدی وہابی علماء کے فتاویٰ جات پر مشتمل کتاب ”توحید کا قلعہ“ میں وہابی نجدی حضرات کے مزعومہ مفتی اعظم عبدالعزیز بن باز اپنے فتویٰ میں شبِ برأت کی فضیلت کے بارے میں لکھتے ہیں:

”اس رات کی فضیلت کے بارے میں اہلِ شام وغیرہ سے سلف کے کچھ آثار ملتے ہیں“

(توحید کا قلعہ صفحہ ۱۳۱ مطبوعہ دارالقاسم، ریاض، سعودی عرب۔ مترجم عبدالولی عبدالقوی) ☆ اپنے اسی فتوی میں بن باز نجدی صاحب نے حافظ ابن رجب حنبلی کی کتاب ”لطائف المعارف“ سے اقتباس کا خلاصہ نقل کیا ہے جس کے شروع میں حافظ ابن رجب حنبلی نے لکھا ہے:

”شام کے کچھ تابعین مثلاً خالد بن معدان، مکحول، لقمان بن عامر، وغیرہ شعبان کی پندرہویں شب کی تعظیم کرتے تھے اور اس میں عبادت کے لیے جشن کرتے تھے بعد کے لوگوں نے اس شب کی تعظیم انہیں سے لی ہے“

(توحید کا قلعہ صفحہ ۱۳۵ مطبوعہ دارالقاسم، ریاض، سعودی عرب۔ مترجم عبدالولی عبدالقوی)

☆ حافظ ابن رجب حنبلی کی کتاب سے نقل کردہ خلاصہ کے آخر میں بھی لکھا ہے:

”تابعین کی ایک جماعت سے اس کا ثبوت ملتا ہے جو اہلِ شام کے بڑے فقہا میں سے ہیں۔“

(توحید کا قلعہ صفحہ ۱۳۷ مطبوعہ دارالقاسم، ریاض، سعودی عرب۔ مترجم عبدالولی عبدالقوی)

☆ حافظ ابن رجب شبِ برات میں عبادت کے متعلق مزید لکھتے ہیں:

”اس رات مساجد میں اجتماعی طور پر عبادت کرنا مستحب ہے، خالد بن معدان اور لقمان بن عامر وغیرہ اس شب اچھے کپڑے پہنتے، دھونی دیتے، سرمہ لگاتے اور پوری رات مسجد میں ہی مصروفِ عبادت رہا کرتے تھے، اسحاق بن راہویہ کا بھی یہی قول ہے وہ کہتے ہیں اس شب مساجد میں اجتماعی طور پر عبادت کرنا بدعت نہیں ہے اسے حرب کرمانی نے اپنے ”مسائل“ میں ذکر کیا ہے۔“

(توحید کا قلعہ صفحہ ۱۳۵، ۱۳۶ مطبوعہ دارالقاسم، ریاض، سعودی عرب۔ مترجم عبدالولی عبدالقوی)

علامہ اوزاعی اور حافظ ابن رجب حنبلی سے شب برأت میں انفرادی عبادت کا ثبوت:

☆ حافظ ابن رجب علامہ اوزاعی کا قول نقل کرتے ہیں:

”فرداً نماز پڑھنا مکروہ نہیں ہے، اہلِ شام کے امام، فقیہ، عالم علامہ اوزاعی رحمہ اللہ کا یہی کہنا ہے، ان شاء اللہ یہی قول صحت سے قریب ترین ہے۔“

(توحید کا قلعہ صفحہ ۱۳۶ مطبوعہ دارالقاسم، ریاض، سعودی عرب۔ مترجم عبدالولی عبدالقوی)

اس قول سے ثابت ہوا کہ علامہ اوزاعی شبِ برأت میں انفرادی عبادت کے قائل ہیں اور حافظ ابن رجب نے علامہ اوزاعی کی تائید کی ہے لہٰذا دونوں علماء سے شبِ برات کی فضیلت اور عبادت کا ثبوت مل گیا۔

☆ سعودی مفتی عبدالعزیز بن باز نجدی صاحب کے حافظ ابن رجب کی کتاب سے نقل کردہ خلاصے میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے شبِ برأت کی فضیلت کے بارے میں لکھا ہے:

''شعبان کی پندرھویں شب کے بارے میں امام احمد رحمہ اللہ سے کوئی بات نہیں ملتی، البتہ اس رات میں عبادت کے استحباب کے بارے میں ان سے دو روایتیں ملتی ہیں''

(توحید کا قلعہ صفحہ ۱۳۶ مطبوعہ دار القاسم، ریاض، سعودی عرب۔ مترجم عبدالولی عبدالقوی)

اگر وہابیہ یہ کہیں کہ شبِ برات کی فضیلت میں وارد احادیث ضعیف ہیں تو مختصراً عرض ہے کہ اگر آپ کے بقول انہیں ضعیف ہی مان لیں تو پھر بھی باتفاق محدثین عظام یہ احادیث فضائلِ اعمال میں مقبول ہیں (جگہ کی کمی کی وجہ سے دو حوالے مزید پیش کیے جاتے ہیں ایک حوالہ پہلے آپ حافظ عبداللہ روپڑی وہابی صاحب کے حوالہ سے ملاحظہ کر چکے ہیں۔)

ضعیف حدیث پر عمل مستحب ہونے کا نواب صدیق حسن بھوپالی سے ثبوت:

نواب صدیق حسن خان بھوپالی ضعیف حدیث کے متعلق لکھتے ہیں:

''نووی در اذکار گفتہ علماء محدثین و فقہا وغیرہم گفتہ اند کہ عمل بحدیث ضعیف در فضائل مستحب ست اگر موضوع نیست'' یعنی ''امام نووی نے ''کتاب الاذکار'' میں بیان کیا ہے کہ علماء محدثین اور فقہاء نے فضائل میں ضعیف حدیث پر عمل کرنا مستحب قرار دیا ہے بشرطیکہ وہ موضوع نہ ہو۔''

(منہج الوصول الی اصطلاح احادیث الرسول صفحہ ۵۰ مطبوعہ در مطبع شاہجہانی)

ضعیف حدیث کے اعمال میں قابلِ عمل ہونے پر علماء کے اتفاق کا ڈاکٹر خالد علوی سے ثبوت:

ڈاکٹر خالد علوی صاحب نے بھی اپنی مشہور کتاب ''اصول الحدیث'' کے صفحہ ۲۳۶ تا ۲۸۸ تک فضائلِ اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل کرنے کی بابت علماء کا اتفاق نقل کیا ہے۔

(اصول الحدیث صفحہ ۲۸۶ تا ۲۸۸ ناشر الفیصل ناشران وتاجران کتب اردو بازار، لاہور)

اہلِ سنت کے محققین اور اشاعتی ادارے اپنی شخصیات کی حفاظت کریں

آج کل فرقہ جاتِ باطلہ وہابیہ دیابنہ کے قبضہ گروپ علماء اہلِ سنت و جماعت پر قابض ہونے کی مذموم سعی میں مصروف ہیں، اور ان کی کتب اپنے اداروں سے شائع کر کے عوام کو یہ تاثر دینا چاہ رہے ہیں کہ یہ اکابر علما دیوبندی، وہابی مسلک سے تعلق رکھتے ہیں، اس بات کے چند ثبوت ملاحظہ فرمائیں۔

پہلا ثبوت:

حضرت مفتی عنایت احمد کاکوروی علیہ الرحمہ کا نامِ گرامی بھی انہی علماء اہلِ سنت میں شمار ہوتا ہے جن پر فرقۂ دیوبندیہ نے قبضہ جمانے کی کوشش کی ہے حضرت کی ایک کتاب ''اَلکلام المبین فی آیات رحمۃ للعلمین'' مولوی امداد اللہ انور دیوبندی کی تسہیل کے ساتھ ''دار المعارف عنایت پور تحصیل جلالپور پیروالا ملتان'' سے شائع ہوئی ہے۔ حقائق سے بے خبر قاری اس سے یہ تاثر لے گا کہ یہ کتاب چونکہ دیوبندی مکتبہ فکر نے شائع کی ہے اس لیے یہ انہیں کے کسی عالم کی تحریر کردہ کتاب ہے حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے

دوسرا ثبوت:

حضرت علامہ مولانا وکیل احمد سکندر پوری رحمۃ اللہ علیہ اہلِ سنت و جماعت کے جلیل القدر عالم ہیں آپ نے اپنی کتاب ''وسیلہ جلیلہ'' میں محمد بن عبدالوہاب اور مولوی اسماعیل دہلوی قتیل کا خوب رد کیا ہے (راقم کے پاس یہ کتاب ''مطبع مصطفائی واقع محمود نگر لکھنؤ'' کی شائع کردہ ہے جس کے صفحات کی تعداد ۱۸۴ ہے) حضرت مولانا وکیل احمد سکندر پوری رحمۃ اللہ علیہ نے امام الوہابیہ فی الہند مولوی اسماعیل دہلوی کی کتاب ''ایضاع الحق'' کا رد بھی بنام ''اصباح الحق الصریح'' لکھا۔ سنہ ۲۰۱۱ء میں ''پیر جی کتب خانہ محلہ گوبند گڑھ گلی نمبر ۸ مکان نمبر ۳۶/سی کالج روڈ، گوجرانوالہ'' سے دیوبندیوں نے حضرت مولانا حکیم وکیل احمد سکندر پوری رحمۃ اللہ علیہ کی غیر مقلدین کے رد میں لکھی گئی کتاب ''نصرۃ المجتہدین'' شائع کی ہے، جس کے ٹائٹل پر ان کے نام گرامی کے ساتھ ''ناصر الملۃ والدین'' کا لقب اور رحمۃ اللہ علیہ کے دعائیہ کلمات کی علامت'' رح '' بھی لکھی گئی ہے۔ مزید لُطف کی بات یہ ہے کہ اسی کتاب ''نصرۃ المجتہدین'' کے صفحہ ۲۲۲ تا ۲۲۷ تک مسئلہ بدعت کے بیان میں دیوبندی وہابی موقف کا رد کیا گیا ہے۔ اس کتاب کو دیوبندی حلقے کی طرف سے شائع کرنے کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ ناواقف لوگ جب اس کتاب کو

دیکھیں تو وہ یہی سمجھیں کہ یہ دیوبندی عالم کی تصنیف ہے۔

تیسرا ثبوت:

مولوی نور محمد مظاہری دیوبندی کی کتاب ’’تکفیری افسانے‘‘ دیوبندیوں نے کافی سال قبل نام بدل کر ’’بریلوی فتوے‘‘ کے نام سے لاہور سے شائع کی تھی۔ کچھ عرصہ قبل دیوبندیوں نے اس کتاب کا نام ’’رضا خانیوں کی کفرسازیاں‘‘ رکھ کر اس میں اضافہ جات کر کے ’’تحفظِ نظریاتِ دیوبند اکادمی، کراچی‘‘ سے شائع کیا، اس کتاب کے صفحہ ۲۵۸ پر علمائے دیوبند کی فہرست میں ’’حضرت مولانا عبدالحق الہٰ آبادی‘‘ کا نام بھی شامل ہے جبکہ حضرت مولانا عبدالحق مہاجر الہٰ آبادی رحمۃ اللہ علیہ وہ شخصیت ہیں جنہوں نے علمائے دیوبند کی گستاخانہ عبارات کے رد میں لکھی گئی کتاب ’’حُسام الحرمین‘‘ (میں علمائے دیوبند پر لگائے گئے فتاوئ کفر کی تائید کرتے ہوئے اس) پر بھرپور تقریظ لکھی۔ شیخ الدلائل حضرت مولانا عبدالحق مہاجر الہٰ آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے امام المناظرین حامی سنت ماحئ بدعت حضرت علامہ مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ’’تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل‘‘ (جو کہ مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی و مولوی خلیل احمد انبیٹھوی دیوبندی کے رد میں لکھی گئی ہے) پر بھی تقریظ لکھی ہے اس کے علاوہ حضرت مولانا عبدالحق مہاجر الہٰ آبادی نے میلاد شریف کے جائز ہونے کے متعلق بہترین کتاب ’’الدرالمنظم‘‘ کے نام سے لکھی جو ہندو پاک سے متعدد بار شائع ہو چکی ہے لیکن دیوبندیوں نے (یہ جاننے کے باوجود کہ مولانا عبدالحق مہاجر الہٰ آبادی علمائے دیوبند کو گستاخانہ عبارات کی وجہ سے کافر سمجھتے ہیں، اور ایسے عقائد رکھتے ہیں جو دیوبندی عقائد سے سراسر متصادم ہیں) ان کو علمائے دیوبند میں شمار کیا ہے۔

چوتھا ثبوت:

مولوی نور محمد مظاہری کی اسی کتاب ’’رضا خانیوں کی کفرسازیاں‘‘ کے صفحہ ۱۵۸ پر فاتح عیسائیت حضرت علامہ مولانا مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی علمائے دیوبند میں شمار کیا گیا ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی امام المناظرین فاتح مذاہبِ باطلہ حامی سنت ماحی بدعت حضرت علامہ مولانا غلام دستگیر قصوری کی کتاب ’’تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل‘‘ پر تقریظ لکھی ہے اس تقریظ میں مولانا رحمت اللہ کیرانوی ایک جگہ لکھتے ہیں:

’’میں صاحب مولوی رشید کو رشید سمجھتا تھا مگر میرے گمان کے خلاف کچھ اور ہی نکلے جس طرف آئے اس طرف ایسا تعصب برتا کہ اس میں ان کی تقریر اور تحریر دیکھنے سے رونگٹا کھڑا ہوتا ہے‘‘

(تقدیس الوکیل صفحہ ۴۱۵ ناشر نوری کتب خانہ، داتا دربار مارکیٹ لاہور)

مولوی نور الحسن راشد کاندھلوی دیوبندی نے اپنے سہ ماہی مجلہ احوال و آثار (کی اشاعتِ خاص بابت مولوی انعام الحسن کاندھلوی دیوبندی) میں مولانا رحمت اللہ کیرانوی کا ایک مکتوب نقل کیا ہے جس میں آپ تحریر کرتے ہیں:

’’اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم جانتے ہیں کہ جس قدر بھی اصلاح و ترمیم جنابِ والا کی جانب سے ہوگی مجھ حقیر و ناچیز کے لیے اسی قدر مسرّت کا سبب ہوگی‘‘

(سہ ماہی مجلہ احوال و آثار، کاندھلہ بابت اپریل ۱۹۹۶ء تا دسمبر ۱۹۹۷ء صفحہ ۱۱۱)

مولانا کیرانوی کی یہ عبارت دیوبندی وہابی مسلک کی ترجمان کتاب ’’تقویۃ الایمان‘‘ کے مطابق شرک و کفر پر مبنی ہے کیونکہ مولانا کیرانوی نے یقین و جزم کے ساتھ لکھا ہے کہ اللہ کے ساتھ رسول صلی اللہ علیہ و سلم بھی ان کی نیت کو جانتے ہیں۔

حضرت مولانا کیرانوی کی ردِ عیسائیت میں لکھی گئی تین کتب ’’اعجازِ عیسوی‘‘، ’’اظہار الحق‘‘ اور ’’احسن الاحادیث فی ابطال التثلیث‘‘ کو دیوبندیوں کے ’’ادارہ اسلامیات ۱۹۰ انارکلی، لاہور‘‘ نے شائع کیا ہے۔ تاکہ وہ دنیا کو دھوکہ دے سکیں کہ ردِ عیسائیت میں ایسی شاندار کتب لکھنے کا عظیم کارنامہ دیوبندی عالم نے سرانجام دیا ہے۔

پانچواں ثبوت:

مولانا کرم الدین دبیر رحمۃ اللہ علیہ بھی اہلِ سنت کے مسلک سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ نے ردِ شیعیت، ردِ مرزائیت اور ردِ وہابیت میں نمایاں خدمات انجام دیں۔ اور مرزا قادیانی کو عدالت میں ذلیل و رُسوا کیا۔ آپ نے اپنی کتب ’’آفتاب

ِہدایت‘‘، ’’السیف المسلول‘‘ اور ’’تازیانہ سنت‘‘ میں وہابیہ کو باطل فرقوں میں سے قرار دیا ہے۔ اہلِ سنت اور وہابیہ دیوبندیہ کے درمیان اختلافی مسائل میں مولانا کرم الدین دبیر کا موقف وہابیہ دیوبندیہ کے خلاف اور اہلِ سنت و جماعت کے موافق ہے، آپ اکابرِ دیوبند کو ان کی گستاخانہ عبارات کی وجہ سے کافر اور گستاخ سمجھتے تھے جس کا ثبوت امام المناظرین شیر بیشہ اہلِ سنت ابوالفتح حضرت علامہ مولانا مفتی حافظ قاری محمد حشمت علی خاں لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ’’الصوارم الہندیہ‘‘ پر لکھی آپ کی تقریظ سے واضح ہے۔ اس کے علاوہ اپنی کتب ’’صداقتِ مذہبِ نعمانی‘‘ اور ’’مناظراتِ ثلاثہ‘‘ میں بھی آپ نے مولوی اسماعیل دہلوی، مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی خلیل انبیٹھوی دیوبندی کی کفریہ عبارات کو نقل فرما کر ان کا رد کیا ہے۔ ۱۹۳۶ء میں امام المناظرین شیر بیشہ اہلِ سنت ابوالفتح حضرت علامہ مولانا مفتی حافظ قاری محمد حشمت علی خاں لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ اور مولوی منظور نعمانی دیوبندی کے درمیان مسئلہ علم غیب پر سلاں والی، سرگودھا میں مناظرہ ہوا جس میں دیوبندیہ کو شکستِ فاش ہوئی، اس مناظرہ میں مولانا کرم الدین دبیر اہلِ سنت کی طرف سے صدرِ مناظرہ قرار پائے تھے۔ آپ کی وفات کے بعد دیوبندیوں نے یہ مشہور کرنا شروع کر دیا کہ مولانا کرم الدین دبیر نے دیوبندی مسلک اختیار کر لیا تھا۔ لیکن اس کے ثبوت میں مولانا دبیر کی تحریر پیش نہیں کر سکے۔ ردِ شیعیت میں مولانا کرم الدین دبیر کی مشہور کتاب ’’آفتابِ ہدایت‘‘ کے آپ کی وفات کے بعد شائع ہونے والے ایڈیشنوں میں دیوبندیوں نے تحریفات کا ارتکاب کیا تھا، راقم کے پاس اس کتاب کا اوّلین ایڈیشن موجود ہے جس کا عکس اپنے ادارے ’’ادارہ تحفظِ عقائدِ اہلِ سنت، پاکستان‘‘ سے شائع کروایا۔ مولانا کرم الدین دبیر کے مسلک کے متعلق ’’احوالِ دبیر‘‘ میں مولوی عبدالجبار سلفی دیوبندی کے پیدا کیے گئے شبہات کے جواب پر مشتمل راقم نے مفصل مقالہ ’’مسلکِ دبیر پر محرّفین کے شبہات کا ازالہ‘‘ لکھا جس میں مولانا دبیر کی کتاب ’’آفتابِ ہدایت‘‘ میں دیوبندیوں کی طرف سے کی گئی تحریفات کا انکشاف اور مولوی عبدالجبار سلفی دیوبندی کی تضاد بیانیوں اور شبہات کا مدلل رد کیا گیا ہے یہ مقالہ ’’آفتابِ ہدایت‘‘ کے عکسی ایڈیشن کے ساتھ شائع ہوا ہے۔ (یہ جدید عکسی ایڈیشن انٹرنیٹ پر بھی موجود ہے)

چھٹا ثبوت:

پیر مہر علی شاہ صاحب نے اپنی کتاب ’’سیفِ چشتیائی‘‘، مطبوعہ مطبع مصطفائی کے صفحہ ۹۷، ۹۸ پر دیوبندیوں وہابیوں کے بزرگ محمد بن عبدالوھاب کو مسیلمہ کذاب، اسود عنسی اور مرزا قادیانی کی صف میں شمار کیا ہے نیز اپنی ایک اور کتاب ’’اعلاء کلمۃ اللہ‘‘ میں امام الوہابیہ مولوی اسماعیل دہلوی کے متعلق لکھا ہے:

’’الحاصل بتوں اور کاملین کے ارواح میں فرق واضح ہے اور امتیاز غالب ہے پس جو آیات بتوں کے متعلق وارد ہیں ان کو انبیاء و اولیاء صلوات اللہ و سلامہ علیہم پر حمل کرنا یہ قرآن مجید کی تحریف ہے جو قبیح تحریف ہے اور یہ دین کی بہت بڑی تخریب ہے جیسا کہ ’’تقویۃ الایمان‘‘ کی عبارتوں میں ہے‘‘

(’’اعلاء کلمۃ اللہ‘‘ صفحہ ۱۱۳ بار پنجم ۱۹۸۵ء مقام اشاعت گولڑا شریف ضلع راولپنڈی)

پیش کیے گئے ان اقتباسات میں محمد بن عبدالوہاب اور مولوی اسماعیل دہلوی کا رد پیر مہر علی شاہ صاحب کے قلم سے آپ نے ملاحظہ کیا لیکن اس کے باوجود بھی دیوبندی انہیں اپنا ہم مسلک لکھتے ہیں جیسا کہ اکبر شاہ بخاری دیوبندی کی کتاب ’’تذکرہ مشائخِ دیوبند‘‘ اور دیگر کتبِ دیوبندیہ سے ظاہر ہے۔

ساتواں ثبوت:

امام المناظرین فاتح مذاہب باطلہ حضرت علامہ مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ کو غیر مقلدین نے اپنے غیر مقلد علماء میں شمار کیا ہے مولوی محمد مقتدیٰ اثری عمری نے ایک کتاب بنام ’’تذکرہ المناظرین‘‘ مرتب کی ہے اس کی جلد اول کے صفحہ ۲۱۷ تا ۲۱۹ پر بطور غیر مقلد مناظر حضرت مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ کیا گیا ہے یہ کتاب متعدد غیر مقلد وھابی علماء کی مصدقہ ہے جن میں مولوی رئیس ندوی (شیخ الحدیث جامعہ سلفیہ بنارس انڈیا) اور مولوی اسحٰق بھٹی نمایاں ہیں۔

مشہور غیر مقلد وہابی مولوی صفی الرحمٰن مبارکپوری نے بھی اپنی کتاب میں مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ کو اہلِ حدیث علماء میں شمار کرتے ہوئے لکھا ہے:

''مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ موصوف بھی قادیانی فتنے کا مقابلہ کرنے والوں کی صفِ اوّل میں تھے آپ کا شمار پنجاب کے ممتاز علمائے اہلِ حدیث میں ہوتا تھا''

(قادیانیت اپنے آئینے میں صفحہ ۲۵۳ ناشر مکتبہ اسلامیہ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور)

مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ نے غیر مقلدین کے خلاف کتابیں لکھیں جن میں ''ابحاثِ فرید کوٹ'' ''نصرۃ الابرار فی جواب الاشتہار'' ''عروۃ المقلدین'' اور ''ردِ کفریت'' نامی کتابیں شامل ہیں اس کے باوجود غیر مقلد وھابی علماء کا انہیں اپنے کھاتے میں ڈالنا بے شرمی و بے حیائی ہے۔

آٹھواں ثبوت:

فاتحِ عیسائیت حضرت مولانا آلِ حسن موہانی رضوی کے متعلق ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی کی تقیہ بازی کا جائزہ:

صدر المحققین راس المتکلمین فاتحِ عیسائیت حضرت علامہ مولانا مولوی سید آلِ حسن رضوی موہانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اکابر علماء اہلِ سنت میں سے ہیں، آپ نے اپنی تصانیف کے ذریعے عیسائیت اور وہابیت کا بہترین رد کیا۔ اہلِ سنت کی طرف سے آپ کے حالات و افکار کا کماحقہ تعارف پیش نہیں کیا جا سکا، جس کی وجہ سے عوام تو دور کی بات ہے علماء کی اکثریت آپ کے نام سے بھی ناواقف ہے حضرت علامہ مولانا آلِ حسن مُہانی رضوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''تنقیح العبادات'' میں اہلِ سنت کی تائید اور وہابیہ کی خوب تردید کی ہے، دیوبندیوں کے نام نہاد ''محقق'' ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی نے مولانا آلِ حسن موہانی رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''الاستفسار'' کے مقدمہ میں آپ کی کتب میں درج عقائد کو ''مسلمانوں کے اجماعی عقائد'' قرار دیا ہے:

''ان کتابوں پر نظر کرنے سے مولانا آلِ حسنؒ کے عقائد کا ان الفاظ میں پتہ ملتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت یہ اہلِ سنت کے اجماعی عقائد تھے''

(مقدمہ کتاب الاستفسار صفحہ ۵۵ مطبوعہ دار المعارف، الفضل مارکیٹ، اردو بازار، لاہور)

اسی مقدمے میں ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی نے ایک اور مقام پر مولانا آلِ حسن موہانی

کے افکار و خیالات کو ''بحیثیت مجمع النورین اسلامی نظریہ فکر کے گرد حفاظت کے عظیم پہرے'' قرار دیتے ہوئے لکھا ہے:

''آپ کے افکار و خیالات بحیثیت مجمع النورین اسلامی نظریہ فکر کے گرد حفاظت کے عظیم پہرے ہیں آپ کے پوتے سید محمد حیات الحسن موہانیؒ نے آپ کی کتاب ''تنقیح العبادات'' کے ابتدائیہ میں آپ کی کچھ اور کتابوں کا ذکر بھی کیا ہے جن میں تذکرۂ شہادت (سانحہ کربلا) اور فوائد مثنوی مولانا روم زیادہ اہمیت رکھتی ہیں'' (مقدمہ کتاب الاستفسار صفحہ ٦٤ مطبوعہ دار المعارف، الفضل مارکیٹ، اردو بازار، لاہور)

حضرت مولانا آلِ حسن موہانی کے عقائد و نظریات:

ذیل میں حضرت مولانا آلِ حسن موہانی کی کتب کے وہ اقتباسات پیش کیے جا رہے ہیں جن میں آپ نے امام الوہابیہ مولوی اسماعیل دہلوی اور ان کے پیر سید احمد (کے بنائے ہوئے وہابی دیوبندی فرقہ) کے اصول و نظریات کا بہترین رد کیا ہے۔

مولوی اسماعیل دہلوی اور اس کے پیر سید احمد پہلے بزرگوں کو مشرک اور بدعتی کہتے تھے حالانکہ خود بدعتی تھے:

''مولوی اسماعیل صاحب اور سید احمد صاحب اگرچہ اگلے بزرگوں کی باتوں کو شرک اور بدعتِ ضالہ بتایا کرتے تھے مگر آپ اُنہوں نے بہت سی باتیں نکالیں کہ خیر القرون میں اس کا نشان اور پتہ بھی نہیں ملتا''۔

(تنقیح العبادات صفحہ ۴۵ مطبوعہ اردو پریس، علی گڑھ)

وہابیہ مولوی اسماعیل دہلوی کو امام رازی سے بڑا سمجھتے ہیں:

اسی کتاب میں ایک اور مقام پر لکھتے ہیں کہ ''مولوی اسماعیل صاحب نے جن کو وہابیہ ہند امام فخر الدین رازی سے افضل اور برابر امام ابو حنیفہ اور شافعی کے جانتے ہیں''۔

(تنقیح العبادات صفحہ ٦٠ مطبوعہ اردو پریس، علی گڑھ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں اور آپ کا سایہ نہ تھا:

حضرت مولانا آلِ حسن موہانی رضوی ''مولدِ مصطفوی''میں حضور **علیہ الصلاۃ والسلام** کا نور ہونا اور آپ کا سایہ نہ ہونا بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

آدمی ہوتا تو اس ماہ کا سایہ ہوتا
جس کے سایہ نہ ہو وہ نورِ خدا ہے بخدا

(مولدِ مصطفوی صفحہ ۲۴ مطبوعہ اردو پریس واقع علی گڑھ)

یہ عقیدہ بھی وہابیہ دیوبندیہ کے عقیدے کے خلاف ہے، کیونکہ وہابیہ دیوبندیہ حضور **صلی اللہ علیہ وسلم** کی نورانیتِ حسّی کے عقیدہ کی بِناء پر اہلِ سنت وجماعت کو بشریت کا منکر قرار دیتے ہیں، دیوبندیہ کے مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی نے اپنی کتاب ''تنقیدِ متین'' میں حضور **صلی اللہ علیہ وسلم** کے سایہ مبارک نہ ہونے کے عقیدے کے متعلق یہاں تک لکھا ہے:

''اصل میں آپ **صلی اللہ علیہ وسلم** کا سایہ نہ ہونے کا مسئلہ شیعہ کا ہے''

(تنقیدِ متین صفحہ ۱۲۱، ۱۲۲ ناشر انجمن اسلامیہ گکھڑ ضلع، گوجرانوالہ طبع اوّل ۱۹۷۶ء)

یعنی گکھڑوی صاحب کے مطابق مولانا آلِ حسن موہانی بشریت کے منکر اور شیعہ عقیدہ رکھنے والے ہوئے۔ **نعوذ باللہ**

مسئلہ استمداد میں وہابیہ دیوبندیہ کے استدلال کا ردِ بلیغ:

''وہابیہ لوگ کاملوں کی ارواح سے فیض حاصل کرنے کو محال اور اس اعتقاد اور اُس کے اعمال کو شرکِ جلی ٹھہراتے ہیں سو اُن کے اس قول کا غلط ہونا ثابت کیا جاتا ہے از روئے چند مقدموں کے''۔ (تنقیح العبادات صفحہ ۵۰ مطبوعہ اردو پریس، علی گڑھ)

''جاننا چاہیے کہ اس قولِ اخیر کا رواج دینے والا فرقہ وہابیہ کا ہے جو تیرہ صدی میں پیدا ہوا ہے سو اُنہوں نے اور بھی بہت سی باتیں غلط نکالی ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ سب دین کی باتیں ہیں ازاں جملہ یہ کہ قرآن شریف میں جو فرمایا ہے کہ **يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ** یعنی ''مشرکین پُکارتے ہیں غیر اللہ کو'' یا فرمایا ہے: **لَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا** تو مطلق ماسوی اللہ کو فرمایا ہے یا رسول اللہ **صلی اللہ علیہ وسلم** نے جو فرمایا: **اذا سئلت فاسئل اللّٰہ و اذا استعنت فاستعن باللّٰہ** تو یہاں بالکل ماسوی اللہ سے مانگنے کو منع فرمایا اور فرقہ وہابیہ ایسی آیتوں اور حدیثوں کو ایسے محل میں لاتے ہیں بلکہ صاف تقریریں لکھتے اور وعظ میں بیان کرتے ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہاں مطلق سے ماسوی اللہ مُراد نہیں بلکہ وہی اشخاص مراد ہیں جو نظر نہیں آتے جیسے ارواح اور فرشتے۔ حالانکہ یہ تخصیص قطعاً باطل ہے اور تحریفِ معنوی قرآن اور حدیث کی لازم آتی ہے اسی کا نام بدعتِ ضالہ ہے جو جہنم کو کھینچ لے جانے والی ہے''۔

(تنقیح العبادات صفحہ ۲۲، ۲۳ مطبوعہ اردو پریس، علی گڑھ)

وہابیہ بزرگوں کی قبروں کا ادب کرنے کو بت پرستی کہتے ہیں:

''پاس آدابِ قبورِ صالحین (یعنی بزرگوں کی قبور کا ادب کرنے) کو وہابیہ بُت پرستی بتاتے ہیں حالانکہ ہمارے اگلے علمائے حقانی لکھتے آئے ہیں کہ مقبور کے ساتھ مانند اُس پاس اور لحاظ کے پیش آنا چاہیے جیسے اُس کی حیات میں پیش آنا ہوتا''۔

(تنقیح العبادات صفحہ ۳۶ مطبوعہ اردو پریس، علی گڑھ)

بزرگانِ دین کی قبر کے قریب مسجد بنانے کا ثبوت اور وہابیہ کا رد:

''جو وہابیہ طعنہ دیا کرتے ہیں کہ اکثر مشائخ ہند میں ہوتا رہا ہے کہ مسجد کے پاس مقبرہ یا مقبرہ کے پاس مسجد بنائی جاتی ہے اس کو وہابیہ کہتے ہیں کہ عین قبرستان میں نماز پڑھنا ہے اور یہ نہیں دیکھتے کہ جہاں سے اسلام نکلا ہے وہاں سے یہی چلا آیا ہے کہ مسجدِ نبوی اور مرقدِ مصطفوی سی **علیٰ صاحبہا الصلاۃ والسلام** اور اُس کے ساتھ حضرت صدیق اور فاروق **رضی اللہ عنہما** کی قبر ایک ہی جگہ بنی ہے، ازاں جملہ تعظیم تبرکات کی کہ اُس کو بھی وہابیہ شرک فی العبادت اور بت پرستی کہتے ہیں حالانکہ قرآن شریف سے ظاہر ہے کہ وہ صندوق جس میں تبرکات حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون **علیہما السلام** کے رکھے رہتے تھے ایسا متبرک اور واجب التعظیم تھا کہ فرشتے اُسے اُٹھایا کرتے تھے پس حضرت خاتم النبیین **علیہ الصلاۃ والسلام** کے تبرکات بطریقِ اولیٰ واجب التعظیم ٹھہرے''۔

(تنقیح العبادات صفحہ ۳۹، ۴۰ مطبوعہ اردو پریس، علی گڑھ)

وہابیہ شاہ ولی اللہ کو اپنا پیشوا تو کہتے ہیں لیکن دراصل اُن کے مخالف ہیں:

’’جن علمائے ہند کو وہابیہ اپنا مقتدا جانتے ہیں یعنی خاندان شاہ ولی اللہ صاحب کا سوا اُن کے والد کے وقت سے اُن کے بعض پوتوں تک مجلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اور اپنے پیروں کا عرس باستثناء گانے کے کیا کرتے تھے اور اُسکو بہتر جانا کرتے تھے یعنی تعینِ تاریخ کرتے تھے‘‘۔

(تنقیح العبادات صفحہ ۴۵ مطبوعہ اردو پریس، علی گڑھ)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی عرس منعقد کرنے کو اچھا جانتے تھے:

’’اور شیخ عبدالحق دہلوی نے کہ اُن کو بھی وہابیہ مغربی مانتے ہیں تعیّنِ عرس کا استحسان اپنے پیر سے نقل کر کے اُس کو بدعت ہونے سے خارج ٹھہرایا ہے‘‘۔

(تنقیح العبادات صفحہ ۴۶ مطبوعہ اردو پریس، علی گڑھ)

ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی کے اعلیٰ حضرت سے بُغض کا روشن ثبوت:

جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی نے حضرت مولانا آلِ حسن موہانی رضوی کی کتاب ’’الاستفسار‘‘ اپنے مقدمہ اور اہتمام سے شائع کروائی، اس کتاب میں حضرت مولانا آلِ حسن موہانی رضوی ’’نبی‘‘ کا ترجمہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’نبی کے معنی ہیں غیب کی خبر دینے والا‘‘

(کتاب الاستفسار صفحہ ۲۸۸ مطبوعہ دار المعارف، الفضل مارکیٹ، اردو بازار، لاہور)

نبی کے اس ترجمہ کی وجہ سے ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی کو حضرت مولانا آلِ حسن موہانی پر اعتراض کرنے کی جرأت نہ ہو سکی۔ ’’نبی‘‘ کا یہی ترجمہ سیدی اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنت مجددِ دین وملت علامہ مولانا مفتی الشاہ احمد رضا خان قادری برکاتی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کیا ہے۔ لیکن اعلیٰ حضرت کی طرف سے کیا گیا نبی کا یہ ترجمہ ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی صاحب سے ہضم نہ ہو سکا اور ڈاکٹر صاحب نے (دیوبندی مذہب کا دوہرا معیار برقرار رکھتے

ہوئے) اس ترجمہ کو ’’مقامِ نبوت سے انحراف‘‘ قرار دیتے ہوئے لکھ دیا:

’’مولانا احمد رضا خان نے قرآن کریم کے ترجمہ میں نبی کے معنی غیب کی خبریں دینے والے کئے ہیں۔‘‘

(مطالعۂ بریلویت جلد ۲ صفحہ ۱۵۸ مطبوعہ دار المعارف اردو بازار لاہور، ایضاً جلد ۲ صفحہ ۱۵۷ مطبوعہ حافظی بک ڈپو، دیوبند)

اس کے کچھ سطر بعد یہی معاند ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں:

’’مولانا احمد رضا خان نے لفظ نبی کا عام ترجمہ کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقامِ نبوت سے کھلے بندوں انحراف کیا ہے۔‘‘

(مطالعۂ بریلویت جلد ۲ صفحہ ۱۵۸ مطبوعہ دار المعارف اردو بازار لاہور، ایضاً جلد ۲ صفحہ ۱۵۷ مطبوعہ حافظی بک ڈپو، دیوبند)

ان اقتباسات سے یہ اندازہ کرنا مشکل نہیں کہ ’’نبی‘‘ کے معنی ’’غیب بتانے والے‘‘ کرنے سے ڈاکٹر خالد دیوبندی صاحب کو کس قدر تکلیف ہے، لیکن یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے مولانا آلِ حسن موہانی کی جو کتاب ’’الاستفسار‘‘ اپنے مقدمے اور حواشی کے ساتھ شائع کروائی ہے، اس میں بھی ’’نبی‘‘ کا یہی معنی لکھا ہے، اس کے مقدمہ یا حاشیہ میں انہوں نے یہ کیوں نہیں لکھا کہ ’’مولانا آلِ حسن موہانی نے ’’نبی‘‘ کا ترجمہ ’’غیب کی خبر دینے والا‘‘ کر کے مقامِ نبوت سے کُھلے بندوں انحراف کیا ہے‘‘ جب دونوں کا ترجمہ ایک جیسا ہے تو صرف اعلیٰ حضرت پر ہی اعتراض کیوں؟، دیوبندی دھرم کے یہی دوہرے معیار ہیں جن کی وجہ سے یہ ہر جگہ خفت اُٹھاتے ہیں۔ (راقم کے پاس دیوبندی علماء کے ایسے حوالہ جات محفوظ ہیں جن میں انہوں نے بھی ’’نبی‘‘ کا ترجمہ ’’غیب کی خبریں دینے والا‘‘ کیا ہے)۔ قارئین! آپ نے ملاحظہ کیا کہ مولانا آلِ حسن موہانی کی کتب سے پیش کیے گئے یہ وہابیت شکن اقتباسات عقائدِ وہابیہ دیوبندیہ کے سخت خلاف ہیں، مولانا آلِ حسن موہانی کے ان وہابیت شکن نظریات کا علم ہونے کے باوجود ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی نے مولانا آلِ حسن موہانی کے عقائد کی تعریف کی اور ان کے عقائد کو اہلِ سنت کے اجماعی عقائد تسلیم کیا جو

کہ دراصل ان کی اپنی تردید ہے۔ قارئین حیران ہوں گے کہ پھر ڈاکٹر صاحب نے اپنی تردید کرتے ہوئے ایسا کیوں لکھا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں کیونکہ تقیہ دیوبندی مذہب کا اہم طریقۂ واردات ہے جس سے کام لیتے ہوئے ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی صاحب نے مولانا آلِ حسن موہانی کے عقائد کو ’’مسلمانوں کے اجماعی عقائد‘‘ اور ’’بحیثیت مجمع النورین اسلامی نظریہ فکر کے گرد حفاظت کے عظیم پہرے‘‘ تسلیم کیا ہے۔ جو شخص دیوبندیت سے اچھی طرح واقف ہے اسے دیوبندیوں کے اس طریقہ واردات کا بخوبی علم ہے اس لیے ڈاکٹر صاحب سے اس فعل کا صادر ہونا عجیب بات نہیں۔ یہ دیوبندی جہاں خود پھنس جائیں یا ان کو سادہ لوح سنی عوام کو اپنے جال میں پھنسانا منظور ہو وہاں یہ اپنے عقائد کو چھپا کر تقیہ کر لیتے ہیں، ان کے پیشوا مولوی اشرف علی تھانوی صاحب ’’کان پور‘‘ گئے، تو انہوں نے وہاں اہلِ سنت کے ساتھ مجالسِ میلاد و قیام میں شرکت شروع کردی، اس بات کی اطلاع جب مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی صاحب کو ملی تو انہوں نے تھانوی صاحب سے وضاحت طلب کی، تھانوی صاحب نے اس کا جواب دیا:

’’وہاں بدون شرکت قیام کرنا قریب بحال دیکھا اور منظور تھا وہاں رہنا کیونکہ دنیوی منفعت بھی ہے کہ مدرسہ سے تنخواہ ملتی ہے‘‘

(تذکرۃ الرشید جلد اوّل صفحہ ۱۱۹ مطبوعہ ادارہ اسلامیات، ۱۹۰ انارکلی، لاہور۔ سیف یمانی صفحہ ۳۰ مطبوعہ مدنی کتب خانہ، نور مارکیٹ، اردو بازار، گوجرانوالہ)

دیوبندیوں کی تقیہ بازی کی تفصیل کے لیے امام المناظرین شیر بیشہ اہلِ سنت ابوالفتح حضرت علامہ مولانا مفتی حافظ قاری محمد حشمت علی خاں لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب ’’راد المہند‘‘، ’’الصولۃ الاحدیہ علی تقیۃ حزب التھانویہ‘‘ اور شہزادۂ اعلیٰ حضرت مفتیٔ اعظم ہند حضرت مولانا مصطفی رضا خان نوری برکاتی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ’’وہابیہ کی تقیہ بازی‘‘ ملاحظہ فرمائیں، دیوبندیوں کی منافقت اور تقیہ بازی کے بیان پر مشتمل راقم کا ایک مقالہ بھی زیرِ ترتیب ہے۔ ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی کی اس کاروائی کا مقصد ردِ عیسائیت میں عظیم خدمات سرانجام دینے والے عالمِ اہلِ سنت حضرت مولانا آلِ حسن موہانی کو اپنے کھاتے (فرقے) میں ظاہر کرنا ہے۔ جس میں وہ یقیناً کامیاب نہیں ہو سکے۔

قارئین آپ نے ملاحظہ کیا کہ متذکرہ بالا تمام علماءِ کرام مسلکِ اہلِ سنت سے وابستہ تھے اور انہیں اعتقادات کے قائل تھے جو کہ وہابیہ دیوبندیہ کے نزدیک کفر و شرک ہیں لیکن ان حقائق کے علم کے باوجود وہابیہ دیابنہ کا ان علما کو اپنے فرقے کے علما میں ظاہر کرنا صریح بے انصافی اور دھوکہ دہی پر مبنی ہے۔ جس کا مقصد صرف یہی ہے کہ ان بزرگوں پر کسی نہ کسی حربے سے قبضہ کر کے عوام کو بتایا جائے یہ عظیم علما ان کے مسلک سے تعلق رکھتے ہیں۔

’’بیانِ قدرشبِ برات‘‘ کی کتابیاتی تفصیل

یہ رسالہ ۱۲۷۲ ہجری میں حضرت مفتی صاحب نے رہائی کے بعد بریلی شریف میں قیام کے دوران لکھا۔ بڑے سائز کے ۸ صفحات پر مشتمل ہے پہلی دفعہ ۱۲۷۳ ہجری اور دوسری مرتبہ ۱۳۱۳ ہجری میں مطبع نامی، لکھنو سے ماہِ شعبان المعظم میں شائع ہوا۔ اس کے بعد کی کوئی اشاعت ہمارے علم میں نہیں ہے۔ وَاللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم

طباعتِ نو کے متعلق چند ضروری وضاحتیں

(۱) کتاب کی اِملا کو اصل کے مطابق برقرار رکھا گیا ہے البتہ کچھ الفاظ کی املا کو جدید املا سے تبدیل کیا گیا ہے۔ جیسے ’’اوس کو اُس‘‘، ’’اونھوں کو اُنھوں‘‘ اور ’’جاویں کو جائیں‘‘۔

(۲) عربی عبارات کے تراجم کو حاشیہ کی بجائے متن میں متعلقہ عبارات کے ساتھ لگا دیا گیا ہے۔

(۳) جہاں حاشیہ کی ضرورت محسوس ہوئی وہاں حاشیہ کے آخر میں ’’میثم قادری‘‘ لکھ دیا گیا ہے تاکہ مصنف اور محشّی میں امتیاز رہے۔

(۴) رسالہ ’’بیانِ قدرشبِ برات‘‘ کی تخریج کردی گئی ہے۔

(۵) اصل کتاب میں کہیں بھی عنوان قائم نہیں کیا گیا تھا اِس لیی ضروری مقامات پر عناوین قائم کر دیے گئے ہیں۔

(٦) بطورِ تائید غیر مقلدین کے نقل کیے گئے اقتباسات میں جو الفاظ قوسین میں درج ہیں وہ بھی اُنہیں کے ہیں سوائے مولوی اسماعیل دہلوی کی کتاب ''منصبِ امامت'' کے، کیونکہ وہاں مشکل الفاظ کے معانی قوسین ( ) میں لگا دیے گئے ہیں۔

(۷) جو حضرات اس رسالہ سے فائدہ اٹھائیں وہ فقیر کے لیے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہ وَسَلَّم کے طفیل مزید کام کرنے کی ہمت عطا کرے اور اسلام پر موت دے۔

آمین بجاہ النبی الامین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی
عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہ وَسَلَّم
میثم عباس حنفی قادری رضوی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَنْزَلَ الْقُرْاٰنَ فِی لَیْلَۃٍ مُبَارَکَۃٍ وَّ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الرُّسُلِ وَ اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ عُلَمَآئِ اُمَّتِہِ الْمُبَارَکَۃِ۔

یہ رسالہ ہے بیانِ احوالِ شبِ برأت میں

قال اللّٰہ تعالیٰ:

اِنَّا اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ اِنَّا کُنَّا مُنْذِرِیْنَ فِیْھَا یُفْرَقُ کُلُّ اَمْرٍ حَکِیْمٍ۔

(پارہ: ۲۵ سورۃ الدخان آیت: ۳، ۴)

ترجمہ: ''بے شک اُتارا ہم نے قرآنِ مجید کو ایک برکت والی رات میں، بے شک ہم ہیں ڈرانے والے اُس رات میں تقسیم کیے جاتے ہیں سب کام۔''

پختہ مفسرین (۱) لکھا ہے کہ لَیْلَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ سے مرادشبِ برأت ہے اور بڑی فضیلت اِس رات کی یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اِس رات کو مبارک رات فرمایا اور ایک بزرگی اس رات کی یہ ہے کہ قرآن مجید کو کہ منبع سب برکات کا ہے اس رات میں خدائے تعالیٰ نے نازل کیا اور یہاں نازل کرنے سے مراد زمین پر نازل کرنا نہیں ہے۔

اور بھی آیۂ:

---

(۱) علامہ محمود آلوسی ''تفسیر روح المعانی'' میں لیلۃ البراۃ کے متعلق لکھتے ہیں: **و قال عکرمہ و جماعۃ ھی لیلۃ النصف من شعبان۔ (تفسیر روح المعانی جلد ۲۵، صفحہ ۱۵۳ دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان)** نیز صاحب تفسیر قرطبی علامہ ابی عبداللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی نے بھی حضرت عکرمہ سے نقل کیا ہے کہ **و قال عکرمہ اللیلۃ المبارکۃ ھاھنا لیلۃ النصف من شعبان (الجامع لاحکام القرآن، تفسیر قرطبی جلد ۱٦، صفحہ ۱۱۰ دار الکتاب العربی) (میثم قادری)**

شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ۔ (پارہ ۲ سورۃ البقرۃ آیت:۱۸۵)

ترجمہ: ’’مہینہ رمضان کا ہے جس میں اُتارا گیا قرآن۔‘‘ اور

اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ۔ (پارہ:۳۰ سورۃ القدر آیت:۱)

ترجمہ: ’’بے شک ہم نے اتارا قرآن کو شب قدر میں۔‘‘

میں نزول زمین کا مراد نہیں ہوسکتا اِس واسطے کہ زمین پر قرآن مجید یک بارگی نازل نہیں ہوا بلکہ تھوڑا تھوڑا ۲۳ برس میں اُترا اور شروع اُس کا مہینہ ربیع الاول میں ہوا، نہ شبِ برأت میں نہ رمضان میں نہ شبِ قدر میں۔

نزولِ قرآن کے متعلق حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ رحمہ کی تحقیق

شاہ عبدالعزیز قدس سرہ نے اس بات کی تحقیق میں لکھا ہے کہ شبِ برأت میں حکم اُتارنے کلام اللہ کا لوح محفوظ سے بیت العزت میں کہ ایک مکان ہے پہلے آسمان پر ہوا اور اسی سال کے رمضان شریف کے مہینہ میں شبِ قدر میں لوح محفوظ سے بیت العزت میں اُترا اور اوّل شروع نزول کلام اللہ کا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ربیع الاول میں ہوا، (تفسیر عزیزی فارسی پارہ عمّ جلد ۴ صفحہ ۳۵۲، ۳۵۳ در مطبع مسلم بک ڈپو کٹرہ شیخ لال چاند کنواں دھلی، تفسیر عزیزی مترجم اردو، جلد ۴ صفحہ ۵۰۱ نوریہ رضویہ پبلی کیشنز ۱۱/ داتا گنج بخش روڈ لاہور) پس اس آیت میں اور بھی آیۂ شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ اور اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ۔ (پارہ ۳۰، سورۃ القدر آیت ۱) میں اُتارنا لوح محفوظ سے بیت العزت میں مراد ہے لیکن شبِ برأت میں اُتارنے کا حکم ہوا تھا اور اس سال کے رمضان کی شبِ قدر میں لوحِ محفوظ سے بیت العزت میں اُتارا گیا اور ماہ ربیع الاول میں اُترنا اُس کا زمین پر شروع ہوا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو سورۂ ’’اِقراء‘‘ مَالَمْ یَعْلَمْ تک پڑھائی اور تیئیس برس میں آہستہ آہستہ سب کلام مجید اُتر چکا اور اس رات میں ایک بزرگی یہ ہے کہ سب کام تقسیم ہوتے ہیں اس سے یہ مراد ہے کہ سارے برس آئندہ میں ہر شخص کی موت اور روزی اور حج اور جو جو کام ہونے والے ہیں لکھ کر ملائکہ کو اُن کی چِٹھی مل جاتی ہے۔

شبِ برأت کا مطلب:

برأت کے معنے ہیں چِٹھی کے جو کسی کام کی کسی کو دیتے ہیں اس رات کا نام شبِ برأت اسی سبب سے ہے۔

شبِ برأت میں شب بیداری کی فضیلت

ابن ماجہ اور بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شبِ برأت میں رات بھر شب بیداری کرو اور اُس کے دن کو یعنی پندرہویں تاریخ روزہ رکھو بے شک اللہ اُترتا ہے اس رات میں غروب آفتاب سے طرف پہلے آسمان کے اور کہتا ہے کہ ہاں کوئی استغفار کرنے والا ہے تو میں اُس کے گناہ بخشوں، ہاں کوئی روزی مانگنے والا ہے۔ تو میں اُسے روزی دوں۔ ہاں کوئی بلا میں پھنسا ہے کہ میں اُسے عافیت دوں ہاں کوئی ایسا ہاں کوئی ایسا یہاں تک کہ صبح ہوتی ہے۔
(ابن ماجہ جلد ۱ صفحہ ۴۳۸ حدیث ۱۳۸۸ ’’کتاب اقامۃ الصلوٰۃ‘‘ ’’باب ما جاء فی لیلۃ النصف من شعبان‘‘ دار الفکر للطباعۃ و النشر و التوزیع بیروت لبنان۔ شعب الایمان جلد ۳ صفحہ ۳۷۹ حدیث نمبر: ۳۸۲۲ ’’باب فی الصیام‘‘ ’’ماجاء فی لیلۃ النصف من شعبان دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان‘‘)

اللہ تعالیٰ کے آسمان دنیا کی طرف اُترنے کا مطلب

فائدہ: خدائے تعالیٰ کا اُترنا پہلے آسمان کی طرف اس سے مراد یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ طرف اپنے بندوں کے متوجہ بہ رحمت ہوتا ہے ورنہ اُترنے چڑھنے سے خدائے تعالیٰ پاک ہے۔ (۲) اور آور حدیثوں میں آیا ہے کہ ہر رات میں خدائے تعالیٰ جب تہائی رات باقی رہتی ہے۔ پہلے آسمان کی طرف اُترتا ہے یعنی متوجہ بہ رحمت ہوتا ہے سو شبِ برأت کی یہ بزرگی ہے کہ اس میں غروب آفتاب ہی سے یہ توجہ اور عنایت ہوتی ہے اور بھی اس حدیث سے ثابت ہوا کہ خدائے تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے اس رات میں بڑی بخشش اور عنایت رکھی ہے کہ جس کی تفصیل نہیں اس حدیث میں جو آیا ہے ہاں کوئی ایسا ہاں کوئی ایسا اُس سے یہی مراد ہے کہ جس قسم کی حاجت مانگنے والا ہو اُس کی مراد پوری کی جائے اور یہ حدیث صاف اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ شبِ برأت میں ہر قسم کی دعا قبول ہوتی ہے۔

طرف اُترتا ہے یعنی متوجہ بہ رحمت ہوتا ہے سو شبِ برأت کی یہ بزرگی ہے کہ اس میں غروب آفتاب ہی سے یہ توجہ اور عنایت ہوتی ہے اور بھی اس حدیث سے ثابت ہوا کہ خدائے تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے اس رات میں بڑی بخشش اور عنایت رکھی ہے کہ جس کی تفصیل نہیں اس حدیث میں جو آیا ہے ہاں کوئی ایسا ہاں کوئی ایسا اُس سے یہی مراد ہے کہ جس قسم کی حاجت مانگنے والا ہو اُس کی مراد پوری کے جائے اور یہ حدیث صاف اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ شبِ برأت میں ہر قسم کی دعا قبول ہوتی ہے۔

شبِ برأت میں کثیر لوگوں کی بخشش کی جاتی ہے:

اور بیہقی نے روایت کی ہے کہ شبِ برأت میں خدائے تعالیٰ دوزخ سے آزاد کرتا ہے بہ شمار بالوں بھیڑوں قبیلۂ بنو کلب(۳) کے **(شُعَبُ الایمان جلد۳ صفحہ ۳۷۹ حدیث ۳۸۲۴ ”باب فی الصیام“ ما جاء فی لیلة النصف من شعبان دار الکتب العلمیه بیروت لبنان)**

شبِ برأت میں کن لوگوں کی مغفرت نہیں ہوتی؟

”ابن ماجہ“ نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللّٰہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ متوجہ ہوتا ہے شبِ برأت کو اپنے بندوں کی طرف تو سب خلق کو بخش دیتا ہے مگر مشرک کو اور کینہ والے کو یعنی اُس شخص کو جو کسی مسلمان سے بے سبب کینہ رکھتا ہے اور اسی مضمون کی حدیث ”بیہقی“ نے بھی روایت کی ہے۔

(۱) ابن ماجه جلد ۱ صفحه ۴۳۹ حدیث: ۱۳۹۰ ”کتاب اقامة الصلوٰة“ ”باب ما جاء فی لیلة النصف من شعبان“ دار الفکر للطباعة و النشر و التوزیع بیروت لبنان، (۲) شُعَبُ الایمان جلد ۳ حدیث نمبر: ۳۸۳۰ صفحه ۳۸۱ ”باب فی الصیام“ ”ما جاء فی لیلة النصف من شعبان“ دار الکتب العلمیه بیروت لبنان (۳) اَلْمُصَنَّفُ لِابْنِ أَبی شَیْبَةَ جلد ۱۵ حدیث ۳۰۴۷۹ صفحه ۴۰۵ کتاب الدعا ما قالو فی لیلة النصف من شعبان وَ ما یغفر فیها من الذنوب المجلس العلمی دار قرطبه بیروت)

فائدہ: ”مَا ثَبَتَ بِالسُّنَہ“ میں شیخ عبدالحق دہلوی نے بہت حدیثیں اس مضمون کی کہ

شبِ برأت میں خدائے تعالیٰ سب گناہ بخشتا ہے لکھی ہیں

(۴) اور جس طرح کہ اوپر والی حدیث میں استثنا مشرک اور کینہ والے کا ہے اور روایتوں میں اتنے اشخاص کا اور بھی ذکر ہے کہ ان کو بھی خدائے تعالیٰ شبِ برأت میں نہیں بخشتا (۱) قاطع الرحم یعنی جو اقارب سے بدسلوکی کرتا ہے، (۲) عاق یعنی جو ماں باپ کی نافرمانی کرتا ہے، (۳) شرابی (۴) زناکار (۵) مسبل یعنی جو پاجامہ وضع داری کے لیے ٹخنوں سے نیچے لٹکاتا ہے، (۶) عُشار یعنی جو ظلم سے محصول لوگوں سے لیتا ہے (۷) جادوگر

---

(۲) حضرت مولانا مفتی عنایت احمد کاکوری علیہ الرحمہ کی اس وضاحت سے وہابیہ کے جداعلیٰ ابن تیمیہ کے اللہ تعالیٰ کے نزول کے متعلق فاسد عقیدہ کا رد ہوتا ہے مشہور سیاح ابن بطوطہ نے اپنے سفر نامہ میں اپنا آنکھوں دیکھا واقعہ بیان کیا ہے کہ ابن تیمیہ حدیثِ نزول بیان کر کے منبر کی سیڑھیوں سے اُترا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ آسمان دنیا سے دنیا پر اس طرح اترتا ہے جس طرح دیکھو میں ممبر سے اترتا ہوں، اس پر ایک مالکی فقیہ سمیت دوسرے لوگوں اسے مارا۔

(ملاحظہ ہو سفر نامہ ابن بطوطہ اردو ترجمہ صفحہ ۱۲۷ مطبوعہ نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی)

اس واقعہ کو وہابیوں کے مشہور مولوی عنایت اللہ اثری غیر مقلد نے اپنی کتاب ”نظرِ حذیم“ صفحہ ۱۰۸ (مطبوعہ دارالحدیث گجرات) میں بیان کیا ہے، اور غیر مقلد مولوی وحیدالزماں حیدرآبادی نے بھی اپنی کتاب ”ہدیۃ المہدی“ صفحہ ۱۱ (مطبوعہ، دہلی) بیان کیا ہے کہ ابن تیمیہ کا نزولِ باری تعالیٰ کے بارے میں یہی عقیدہ ہے۔ (میثم قادری)

(۳) بنی کلب ایک قبیلہ تھا، عرب میں کہ اُن کے ہاں بھیڑیں بکریاں بہت تھیں خیال کرنا چاہیے کہ ایک بھیڑ کے کتنے بال ہوتے ہیں چہ جائیکہ صدہا بھیڑیں پس خدائے تعالیٰ اس رات میں صدہا کروڑ آدمی دوزخ سے آزاد کرتا ہے۔ ۱۲ منہ

(۸) نجومی (۹) کاہن یعنی جوجنوں اور شیطانوں کی آمیزش سے خبریں بتاتا ہے، (۱۰) شرطی یعنی سپاہی حاکم کا جولوگوں پر ظلم کرتا ہے (۱۱) جابی یعنی جولوگوں کا مال بطور ظلم کے حاکم کو دلواتا ہے (۱۲) صاحبِ کوبہ یعنی نرد کھیلنے والا (۵) (۱۳) صاحبِ عرطبہ یعنی ڈھولک طنبورہ طبلہ بجانے والا۔

پس مسلمان کو چاہیے کہ ان گناہوں سے بہت بچے اس واسطے کہ یہ ایسے بڑے گناہ ہیں کہ ایسی مغفرت عامہ کی رات میں بھی نہیں بخشے جاتے۔

شبِ برأت میں حضور صلی اللہ علیہ و سلم کا مبارک معمول

اور ''بیہقی'' نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم میرے پاس تشریف لائے اور کپڑے اُتارے یعنی سونے کے لیے پھر اچھی طرح نہیں ٹھہرے تھے کہ آپ کھڑے ہوئے اور کپڑے پہن کے تشریف لے چلے مجھے خیال ہوا کہ آپ کسی اور بی بی کے پاس تشریف لے جائیں گے سو میں نکل کے آپ کی پیچھے ہوئی سو آپ کو میں نے بقیع الغرقد میں پایا کہ مومنین اور مومنات اور شہیدوں کے لیے آپ استغفار کرتے تھے میں نے کہا یعنی دل میں کہ

میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ تو خدا کے کام میں ہیں میں دنیا کے کام میں ہوں اور میں پھر آئی اور اپنے حجرہ میں آ گئی، میرا دم چڑھ گیا تھا میرے پیچھے آپ تشریف لائے مجھ سے پوچھا کہ کیسا دم ہے یعنی تمہارا دم کیوں چڑھ گیا ہے میں نے عرض کیا کہ آپ تشریف لائے اور سونے کے لیے اپنے کپڑے اُتارے پھر اچھی طرح نہیں ٹھہرے کہ

---

(۴) مَاثَبَتَ بِالسُّنَّہ فی ایام السُنَہ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی صفحہ ۱۹۳ تا ۱۹۶ المقالۃ الثانیہ کے تحت یہ احادیث نقل کی گئی ہیں۔ (میثم قادری)

(۵) نرد ایک بازی ہے جسے چوسر بھی کہتے ہیں لیکن شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے "ماثبت بالسنۃ" میں ''کوبہ'' کے معنے طبل و بربط یعنی ''باجہ'' لکھے ہیں اور لکھا ہے کہ کوبہ وہ چھوٹا سا طبلہ ہے جو دوسر والا ہوتا ہے شاید ڈگڈگی مراد ہے۔ (میثم قادری)

آپ کھڑے ہوئے اور کپڑے پہن کر تشریف لے گئے، مجھے خیال ہوا کہ آپ کسی اور بی بی کے پاس تشریف لیے جاتے ہیں میں اُٹھ کر آپ صلی اللہ علیہ و سلم کے پیچھے ہوئی یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ و سلم کو بقیع الغرقد (۷) میں دیکھا کرتے تھے آپ صلی اللہ علیہ و سلم جو کرتے تھے آپ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ اے عائشہ رضی اللہ عنہا تُو ڈرتی تھی کہ خدائے تعالیٰ اور اس کا رسول تجھ پر ظلم کرے بلکہ آئے میرے پاس جبریل علیہ السلام اور مجھ سے کہا کہ

> ''یہ پندرہویں رات شعبان کی ہے اس رات میں خدائے تعالیٰ دوزخ سے آزاد کرتا ہے بہ شمار بالوں بھیڑوں قبیلۂ بنی کلب کے اور نظر رحمت نہیں کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس رات میں طرف شرک کرنے والے اور نہ طرف کینہ رکھنے والے کے اور نہ طرف اُس شخص کے کہ جو اقارب سے بدسلوکی کرے اور نہ طرف اُس شخص کے جو کپڑا اٹکائے یعنی جیسے پاجامہ ٹخنوں سے تلے وضع داری کے لیے لٹکائے اور نہ طرف اُس کے جو باپ کی نافرمانی کرے اور اُن کو ناخوش رکھے اور نہ طرف دائم الخمر کے یعنی شرابی کے کہ ہمیشہ شراب پیتا رہے۔''

پھر اپنے کپڑے اُتارے پھر آپ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ اے عائشہ رضی اللہ عنہا تو اجازت دیتی ہے مجھے اس رات کی شب بیداری کی میں نے کہا کہ ہاں ماں باپ میرے آپ پر قربان، پھر آپ صلی اللہ علیہ و سلم نے نماز پڑھی اور سجدہ نہایت لمبا کیا یہاں تک کہ مجھے خیال ہوا کہ شاید آپ کی روح قبض ہو گئی میں نے اُٹھ کر آپ کو ٹٹولا اور آپ کے تلووں (۸) پر ہاتھ رکھا آپ صلی اللہ علیہ و سلم نے جنبش کی میں خوش ہوئی اور میں نے سنا کہ آپ سجدہ میں یہ فرماتے تھے اَعُوْذُ بِعَفْوِکَ مِنْ عِقَابِکَ وَ أَعُوْذُ بِرِضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ وَ اَعُوْذُبِکَ مِنْکَ جَلَّ وَجْھُکَ لَا أُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا أَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ۔:

---

(٦) بقیع الغرقد نام ہے ایک مقبرہ کا مدینۂ منورہ میں کہ اب عوام اُسے جنۃ البقیع کہتے ہیں۔ ۱۲ منہ

ترجمہ: ''پناہ مانگتا ہوں تیرے عفو کی عذاب تیرے سے اور پناہ مانگتا ہوں تیری رضا مندی کی غصہ تیرے سے اور پناہ مانگتا ہوں تیری تجھ سے بڑا ہے منہ تیرا یعنی ذات تیری، نہیں احاطہ کرسکتا میں تیری تعریفیں، تو ویسا ہی ہے جیسی تو نے اپنی تعریف کی۔'' ۱۲ منه

جب صبح ہوئی میں نے اس دعا کا آپ کے سامنے ذکر کیا آپ صلی اللہ علیه و سلم نے فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنها سیکھ لے تو اس دعا کو اور سکھا۔ جبریل علیه السلام نے مجھے یہ سکھائی ہے اور مجھ سے کہا کہ سجدہ میں اسے بہ تکرار کہو۔ انتہیٰ۔

(شُعَبُ الایمان جلد: ۳ صفحه ۳۸۴، ۳۸۵ حدیث ۳۸۳۷ ''باب فی الصیام ماجاء فی لیلة النصف من شعبان'' دار الکتب العلمیة بیروت لبنان)

اِس حدیث سے بھی بڑی بزرگی شبِ برأت کی ثابت ہوتی ہے اور یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اس رات میں عبادت کرے شب بیداری کرے اور مومنین اور مومنات اور شہدا کے لیے استغفار کرے اور سجدوں میں نفلوں کی دعائے مذکور بہ تکرار کہے۔

اور بیہقی نے روایت کی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنها نے کہا کہ میں نے دیکھا شبِ برأت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیه و سلم کو اپنے حجرہ میں مانند کپڑے پڑے ہوئے کے یعنی بہ کمال عاجزی اور آپ سجدہ میں یہ فرماتے تھے:

سَجَدَ لَکَ خَیَالِیْ وَ سَوَادِیْ وَ اٰمَنَ بِکَ فُوَادِیْ فَھٰذِہٖ یَدِیْ وَ مَا جَنَیْتُ بِھَا عَلٰی نَفْسِیْ یَا عَظِیْمُ تُرْجٰی (۹) لِکُلِّ عَظِیْمٍ اِغْفِرِ الذَّنْبَ الْعَظِیْمَ سَجَدَ وَجْھِیْ لِلَّذِیْ خَلَقَهٗ وَ صَوَّرَہٗ (۱۰) وَ شَقَّ سَمْعَهٗ وَ بَصَرَہٗ۔

---

(۷) اس طویل حدیث میں سے حضور کے بقیع تشریف لے جانے والے واقعہ کو امام الوہابیہ مولوی اسماعیل دہلوی قتیلِ بالاکوٹ نے بھی اپنی کتاب ''صراط مستقیم''، صفحہ ۷۵ (مطبوعہ ادارہ نشریات اسلام، اردو بازار، لاہور ایضاً، صفحہ ۱۰۹ مطبوعہ اسلامی اکادمی، اردو بازار، لاہور) میں نقل کیا ہے۔ (میثم قادری)

ترجمہ: ''سجدہ کیا تجھ پر باطن میرے نے اور جسم میرے نے اور ایمان لایا تجھ پر دل میرا پس یہ میرا ہاتھ ہے اور جو کچھ اس سے میں نے گناہ کیا اپنے نفس پر اے بزرگ قدر کہ امید ہے تجھ سے ہر بڑے کام کی بخش دے بڑے گناہ کو سجدہ کیا میرے منہ نے اُس ذات کو جس نے اُسے پیدا کیا اور اُس کی صورت بنائی اور اُس کے کان آنکھ بنائے۔'' ۱۲ منه

پھر اُٹھایا آپ نے سر مبارک اپنا پھر سجدہ کیا اور کہا:

اَعُوْذُ بِرِضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ وَ اَعُوْذُ بِعَفْوِکَ مِنْ عِقَابِکَ وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْکَ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ (۱۱) اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ اَقُوْلُ کَمَا قَالَ اَخِیْ دَاوٗدُ اَغْفِرُ وَجْھِیْ فِی التُّرَابِ لِسَیِّدِیْ وَ حُقَّ لَهٗ اَنْ یَسْجُدَ (۱۲)

ترجمہ: ''پناہ مانگتا ہوں میں تیری رضا مندی کی غضب تیرے سے اور پناہ مانگتا ہوں میں تیرے عفو کی عذاب تیرے سے اور پناہ مانگتا ہوں میں تیری تجھ سے نہیں احاطہ کرسکتا میں تیری تعریفیں تُو ویسا ہی ہے جیسا تو نے اپنی تعریف کی۔ کہتا ہوں میں جیسے کہا میرے بھائی داؤد نے اور خاک میں مَلتا ہوں میں منہ اپنا اپنے مالک کے لیے وہ اسی لائق ہے کہ اُسے سجدہ کریں۔'' ۱۲ منه

پھر اٹھایا اپنا سر مبارک اور فرمایا:

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ قَلْبًا نَقِیًّا مِنَ الشِّرْکِ تَقِیًّا لَا فَاجِرًا وَّ لَا شَقِیًّا (۱۳)

---

(۸) قدیم مطبوعہ نسخہ میں یہاں ''آپ کے تلووں'' کے بجائے ''آپ کی تلواروں'' لکھا ہے یہ یقیناً کتابت کی غلطی ہے کیوں کہ حدیث شریف کے متن میں ''باطن قدمیه'' کے الفاظ ہیں لہٰذا اسے حدیث شریف کے مطابق درست کردیا گیا ہے۔ (میثم قادری)

(۹) **شعب الایمان مطبوعه دار الکتب العلمیه اور ماثبت بالسنه** مطبوعہ دار الاشاعت کراچی کے نسخے میں ترجٰی کی بجائے یرجٰی لکھا ہے۔ (میثم قادری)

(۱۰) شُعَبُ الایمان مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت کے نسخے میں ''صَوَّرَہٗ'' موجود نہیں ہے شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیه رحمه نے جو دعا ''مَا ثَبَتَ بِالسنه'' نقل کی ہے اس میں صَوَّرہ کا لفظ شامل ہے لیکن اس میں یَدِیْ کے بعد'' و ''شامل نہیں ہے۔ (میثم قادری)

ترجمہ: ''یا اللہ دے مجھے دل شرک سے پاک پرہیزگار نہ بدکار نہ بدبخت۔'' ۱۲ منه (الخ)

(شُعَبُ الایمان جلد: ۳ صفحه ۳۸۵ حدیث ۳۸۳۸ جلد:۳ ''باب فی الصیام'' ما ''جاء فی لیلة النصف من شعبان'' دار الکتب العلمیة بیروت لبنان)

فائده: جس آدمی کو خدائے تعالیٰ توفیق عبادت شبِ برأت کی دے اُس کو چاہیے کہ کچھ نوافل

موافق حدیث اوّل کے پڑھے یعنی جو دعا اُس حدیث میں ہے سجدوں میں به تکرار پڑھے اور کچھ نوافل مطابق اس حدیث کے پڑھے یعنی ہر رکعت میں سجدۂ اولیٰ میں **سَجَدَلَکَ خَیَالِیْ** آخر تک اور دوسرے سجده میں **اَعُوْذُ بِرِضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ** آخر تک اور بعد سر اُٹھانے کے دوسرے سجده سے **اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ قَلَبًا** آخر تک پڑھے اور حنفیه کے نزدیک بھی نفلوں میں سجود وغیره میں ایسی دعائوں کا پڑھنا جائز ہے اور امام ابو حنیفه صاحب اور اکثر علماء کے نزدیک احادیث مذکوره میں سجده نماز کا ہی مراد ہے نه نرا سجده بے نماز کے۔ اور اگر بہت نفلیں ایسی نه پڑھ سکے ایک ایک دوگانه (۱۴)

---

(۱۱) ''شُعَبُ الایمان'' مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت کے نسخہ میں ''لا احصی ثناعلیک'' کے الفاظ موجود نہیں لیکن ''ماثبت بالسنه'' میں موجود ہیں۔ (میثم قادری)

(۱۲) شعب الایمان مطبوعه دار الکتب العلمیه کے متن میں وَ حَقُّ لَهٗ اَنْ یَسْجُدَ کے الفاظ موجود نہیں البتہ محقق نے حاشیہ میں یہ الفاظ نقل کیے ہیں۔ (میثم قادری)

(۱۳) شُعَبُ الایمان مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت میں یه دعا اس طرح ہے **اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ قَلْباً نَقِیاً مِن الشر لَا جَا فیاً و لا شَقِیّاً۔** (میثم قادری)

دونوں حدیثوں کے موافق پڑھ لے که یه عمل شبِ برأت میں باتباع سنت موجب فلاح دنیا و آخرت ہے۔ شیخ امام عارف بالله ابو الحسن بکری علیه رحمه نے فرمایا ہے که بہتر ہے اس رات میں یه دعا پڑھے: **اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ (۱۵) کَرِیْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَ الْعَافِیَةَ وَ الْمُعَافَاةَ الدَّائِمَةَ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ۔**

ترجمہ: ''یا اللہ تو عفو کرنے والا بزرگ ہے دوست رکھتا ہے تو عفو کو پس عفو کر مجھ سے یا اللہ میں چاہتا ہوں عفو اور عافیت اور ہمیشہ کی عافیت دنیا اور آخرت میں۔'' ۱۲ منه (مَا ثَبَتَ بِالسُّنَه صفحه ۳۵۹ مطبوعہ دار الاشاعت، کراچی)

اس واسطے کہ اس دعا کا پڑھنا شبِ قدر میں وارد ہے اور بعد شبِ قدر کے سب راتوں سے یہ رات افضل ہے۔

حضرت آدم علیه السلام کی دعا

اور شیخ عبد الحق دہلوی نے اس دعا کے پڑھنے کو بھی بہتر لکھا ہے اور ایک حدیث نقل کی ہے حضرت آدم نے جب زمین پر اُترے طوافِ خانۂ کعبہ سات بار کر کے دو رکعتیں مقام ابراہیم میں پڑھ کے یہ دعا پڑھی تھی:

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَعْلَمُ سِرِّیْ وَ عَلَانِیَتِیْ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِیْ وَ تَعْلَمُ حَاجَتِیْ فَاعْطِنِیْ سُؤْلِیْ وَ تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ اَسْئَلُکَ اِیْمَانًا تُبَاشِرُ (۱۶) قَلْبِیْ وَ یَقِیْنًا صَادِقًا حَتّٰی اَعْلَمَ اَنَّهٗ لَا یُصِیْبُنِیْ اِلَّا مَا کَتَبْتَ لِیْ وَ

---

(۱۴) یعنی نماز کی دو رکعتیں۔ (میثم قادری)

(۱۵) مَا ثَبَتَ بِالسُّنَه مطبوعہ دار الاشاعت، کراچی کے مطبوعہ نسخہ میں ''عَفُوٌّ'' موجود نہیں ہے

(۱۶) مَا ثَبَتَ بِالسُّنَه مطبوعہ کراچی کے نسخہ میں ''تباشر'' کی جگہ ''یباشر'' لکھا ہے نیز اس دُعا کو حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے بھی تفسیر فتحُ العزیز جلد اول میں نقل کیا ہے۔ (میثم قادری)

رَضِّنِیْ بِقَضَائِکَ(۱۷)

(مَاثَبَتَ بِالسُّنَہ فِیْ اَیَّامَ السَّنَہ صفحہ ۳۵۹، ۳۶۰ مطبوعہ دارالاشاعت اردو بازار کراچی)

ترجمہ: ''یا اللہ بے شک تو جانتا ہے کہ میری چھپی بات اور کُھلی، قبول کر میرا عذر اور جانتا ہے تو میری حاجت پس دے مجھے جو میری درخواست ہے اور جانتا ہے تو جو میرے جی میں ہے پس بخش گناہ میرے چاہتا ہوں میں تجھ سے ایسا ایمان کہ میرے دل سے لگ جائے اور یقین سچا یہاں تک کہ جانوں میں کہ نہیں پہنچتی مجھ کو مگر وہ ہی چیز جو تو نے لکھ دی اور راضی کر مجھے اپنے تقدیر پر۔'' ۱۲ منہ

تنبیہ: بعضی ترکیبیں نمازوں کی اس رات میں منقول ہیں مثلاً یہ کہ سو رکعتیں پڑھے ہر رکعت میں گیارہ بار قل ھو اللہ یا ہر رکعت میں دس دس بار کہ کل قل ھو اللہ ہزار بار ہو جائے یا یہ کہ ۱۴- رکعتیں پڑھے بعد اُس کے ۱۴ بار الحمد اور ۱۴ بار قل ھو اللہ اور ۱۴ بار قل اعوذ برب الفلق اور ۱۴ بار قل آعوذ برب الناس اور آیۃ الکرسی ایک بار اور لَقَدْ جَآئَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ الآیۃ۔ (پارہ ۱۱، سورہ توبہ آیت ۱۲۸) ایک بار اور اُن کے ثواب بیان کیے ہیں سو جو حدیثیں اس باب میں نقل کی گئی ہیں ثابت نہیں ہیں بلکہ موضوع ہیں اُن کے موافق عمل نہ چاہیے (۱۸)

شبِ برأت میں آتش بازی حرام ہے

تنبیہ ثانی: شیخ عبدالحق دہلوی نے ''مَاثَبَتَ بِالسُّنَّہ'' میں لکھا ہے کہ ''شبِ برأت میں روشنی کرنا چراغ جلا کے گھروں میں دیواروں پر رکھنا آتش بازی چھوڑنا اور اس بات کے لیے مجتمع ہونا بہت بُری بدعت ہے سوا ہندوستان کے اور کہیں اِس کا رواج نہیں سو یہ بات ہنود سے مسلمانوں نے لے لی ہے جیسے وہ دیوالی میں چراغاں کرتے ہیں ایسے ہی یہ لوگ شبِ برأت میں کرنے لگے اور بہت رسمیں کفر کی ہند کے مسلمانوں میں بسبب اختلاط ہنود کے جاری ہو گئی ہیں۔'' (مَا ثَبَتَ بِالسُّنَّۃِ فِیْ اَیَّامِ السَّنَۃ مترجم صفحہ ۲۰۷، ۲۰٦ مطبوعہ دار الاشاعت اردو بازار، کراچی) اور ''فتاویٰ قنیہ'' (۱۹) میں ہے اِسْرَاجُ السَّرجِ الْکَثِیْرَۃِ لَیْلَۃَ الْبَرَاۃِ (۲۰) فِی السِکَکِ وَ الْاَسْوَاقِ بِدْعَۃٌ وَ کَذَا فِی الْمَسَاجِدِ وَ یُضْمِنُ الْقِیَمَ۔ (فتاوی قنیہ باب فیما یتعلق بیوم عاشورا و لیلۃ البرأت صفحہ ١٧٦، ١٧٧) یعنی ''جلانا بہت چراغوں کا شبِ برأت میں کوچوں میں اور بازاروں میں بدعت ہے اور ایسے ہی مسجدوں میں اور جو متولی مسجد کا صرف مسجد میں سے یہ چراغ جلائے تو اُس کا تاوان دے۔'' (۲۱)

---

(۱۷) ماثَبَتَ بِالسُّنہ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی اور تفسیر فتح العزیز جلد اول میں رَضِّنِیْ بِقَضَائِکَ موجود نہیں بلکہ اس کی جگہ رضائک قسمت لی کے الفاظ لکھے ہیں۔ (میثم قادری)

(۱۸) اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس رات نوافل ادا کرنا منع ہیں کیونکہ پچھلے اور آئندہ صفحات میں خود حضرت مفتی عنایت احمد کاکوری علیہ الرحمہ نے شبِ برأت میں نوافل پڑھنے کی تلقین کی ہے یہاں مفتی صاحب کی مراد یہ ہے کہ جو بعض ترکیبیں احادیث سے نقل کی جاتی ہیں چونکہ وہ احادیث موضوع ہیں اس لیے کوئی یہ اعتقاد رکھ کر نہ پڑھے کہ نفل کی یہ ترکیب اور اس کا ثواب حدیث سے ثابت ہے اپنی مرضی سے جتنا دل چاہے نوافل ادا کرے اس میں کوئی حرج نہیں۔ (میثم قادری)

(۱۹) فتاویٰ قنیہ نامعتبر کتاب ہے اس کے متعلق اعلیٰ حضرت اہل سنت مجدد دین وملت مولانا احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں:

''اس حکایت کا حاکی زاہدی اور محکی فیہ وقنیہ وزاہدی معتمد نہ قنیہ معتبر خصوصاً ایسی حکایت ہیں کہ بمعنے مفید مخالف اصلاً قواعدِ شرع سے مطابق نہیں'' فی رد المحتار اول کتاب الطہارۃ کتاب القنیہ مشہور بضعف الروایۃ ا ھ وفی العقود الدریۃ آخر الکتاب ذکر ابن وھبان انہ لا یلتفت الی مانقلہ صاحب القنیہ یعنی الزاھری مخالفا للقواعد ما لم یعضدہ نقل من غیرہ و مثلہ فی النھر ایضاً ا ھ و نقلہ ایضًا فی الدرر عن المصنف عن ابن و ھبان و فی صوم الطحطاوی قبل فصل العوارض بنحر ورقۃ القنیہ لیست من کتب المذھب المعتمدہ (ترجمہ: ''ردالمحتار کتاب الطہارۃ کی ابتداء میں ہے قنیہ ایسی کتاب ہے جو ضعیف روایات میں مشہور ہے اھ ''العقود الدریہ'' کے آخر میں ہے کہ ابن وہبان نے کہا صاحب قنیہ یعنی زاہدی کی مخالف قواعد نقل کی طرف

توجہ نہیں دی جائے گی جب تک کسی اور کی روایت سے تائید نہ ہوجائے اسی طرح نہر میں بھی ہے اھ دُر میں بھی بواسطہ مصنف ابن وہبان سے قنیہ کا ضعف نقل کیا ہے طحطاوی نے کتاب الصوم میں فصل فی العوارض سے تقریباً ایک صفحہ پہلے نقل کیا کہ قنیہ مذہب کی معتمدہ کتب سے نہیں ہے۔'') خامساً زاہدی۔ اس مسئلہ میں بالخصوص متہم کہ وہ مذہب کا معتزلی ہے اور معتزلہ خذلھم اللّٰہ تعالیٰ کے نزدیک اموات مسلمین کے لیے دعامحض بیکار **کمانص علیہ فی شرح العقائد و شرح الفقہ الاکبر وغیرھا۔**

(بذل الجوائز علی الدعا بعد صلاۃ الجنائز صفحہ ۱۰ مطبوعہ حسنی پریس واقع محلہ سوداگران، بریلی)

حضرت علامہ شامی ''شرح عقود رسم المفتی''میں فرماتے ہیں:

''علامہ محمد ہبۃ اللہ بعلی ''الاشباہ'' کی شرح کے شروع میں لکھتے ہیں فتویٰ کے تعلق سے ضعیف کتابیں یہ ہیں......قنیہ کے مصنف کی تمام کتابیں کیونکہ وہ اپنی کتابوں میں ضعیف اقوال نقل کرتے ہیں''

(شرح عقود رسم المفتی صفحہ ۲۱ مترجم مفتی سعید احمد پالنپوری دیوبندی ناشر مکتبہ رحمانیہ اقرا سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور)

---

(۲۰) ''فتاویٰ قنیہ'' کے مخطوطہ کی فوٹو کاپی جامعہ نظامیہ اندرون لوہاری دروازہ لاہور کی لائبریری میں موجود ہے جس کا نمبر ۳/۲۷۴۹ ہے لیکن اس نسخے میں السِّکّلَکِ کی جگہ السکک لکھا ہے نیز اس میں ''لیلۃ البراۃ'' کے الفاظ بھی موجود نہیں ہیں۔(میثم قادری)

(۲۱) خلیفہ اعلیٰ حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

یہ شبہ نہ ہو کہ مسئلہ مختلف فیہ ہے کہ بعض کے نزدیک مستحب اور بعض کے نزدیک مکروہ کیونکہ ان دونوں قولوں میں بآسانی تطبیق ہوسکتی ہے اور وہ اس طرح کہ جو علماء استحباب روشنی کے قائل ہیں اُن کی غرض روشنی سے یہ ہے کہ مساجد میں بہ نیت ثواب قنادیل وغیرہ روشن کرنا مستحب ہے کہ صحابہ کرام رضی اللّٰہ عنہا نے مساجد میں ہی روشنی کی اور جو علماء کراہیت کے قائل ہیں ان کی غرض یہ ہے کہ علاوہ مساجد کے بِلاغرض صحیح مثلاً بازاروں وغیرہ مقامات پر روشنی نہ کرنا چاہیے کہ اس میں کوئی فائدہ نہیں محض مال کا ضائع کرنا ہے۔(فضائل الشعبان صفحہ ۱۱ مطبوعہ کریمی پریس، لاہور)

اس کے کچھ صفحات بعد مزید لکھتے ہیں کہ ''روشنی کے تین درجے ہیں۔(۱) ایک بقدر حاجت ضروری لابدی۔ وہ اس قدر میں حاصل ہے کہ جیسے صحابہ رضی اللّٰہ عنہا شروع امر

میں کھجور کی شاخیں جلا کر اپنی حاجت پوری کرلیا کرتے تھے اس میں مسجد کا فرش اور جائے سجدہ اور نمازی لوگ ایک دوسرے کو نظر آجاتے تھے۔(۲) دوم زینت کے لیے وہ فعل حضرت امیر المؤمنین عمر رضی اللّٰہ عنہ کا تھا کہ تمام مسجد کثرت قنادیل سے چمک اٹھی جیسا کہ ''غنیّۃ'' کی عبارت سے ہم ثابت کر آئے ہیں اور جیسا کہ ''تنبیہ''فقیہ ابو اللیث علیہ رحمہ میں ہے ''**رای القنادیل تزھر فی المساجد**''اسی طرح ''حلبی'' وغیرہ میں ہے غرضیکہ کل روایتوں میں لفظ تزھر صیغۂ مضارع موجود ہے اور وہ مشتق ہے زہور سے اور معنے اس کے صراح میں لکھے ہیں زہور ''روشن شدنِ آتش و بالا گرفتنِ آں'' بنابریں ہم کہتے ہیں کہ یہ فعل امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللّٰہ عنہ کا بلاشبہ قدر حاجت ضروری سے زیادہ تھا لیکن یہ بھی ہے کہ قدر حاجت زینت سے زیادہ تھا۔(۳) سوم یہ کہ زینت مکان تو متعدد قنادیل سے حاصل ہوسکتی تھی مگر بلاغرض صحیح خواہ نخواہ فخر و نمود و نمائش کے لیے روشنی میں مبالغہ کیا۔ بے شک یہ اسراف ہے اور جس کسی نے منع کیا اسی قسمِ ثالث سے منع کیا ہے نہ کہ قسم اوّل و دوم سے **و لا یخفی ذالک علی الفقیہ۔**

پس جو لوگ اول و دوم سے بلالحاظِ نیت حرام و بدعت کہہ دیتے ہیں وہ بہت بڑی کج فہمی کے مرتکب ہوتے ہیں ان کو چاہیے کہ حضرت تمیم داری اور حضرت امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللّٰہ عنہ وغیرہم کے معمول بہ کا ادب کریں کہ پہلے پہل بغرضِ زینتِ مساجد یہ فعل انہوں نے کیا جو قدر حاجت ضروریہ سے یقیناً روشنی زیادہ تھی۔ حیرت ہے کہ جب یہ لوگ مدینہ منورہ جاتے ہوں گے اور روضۂ نورانی آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ و سلم کے گرداگرد جھاڑ اور فانوس اور ہزار ہا قنادیل دیکھتے ہوں گے تو اُن کی جگمگاتی ہوئی روشنی سے آنکھیں بند کرلیتے ہوں گے یا کیا اور بوجہ غیظ و غضب روضۂ اطہر کی کماینبغی زیارت بھی کرتے ہوں گے یا نہیں''۔

(فضائل الشعبان صفحہ ۱۶ مطبوعہ کریمی پریس، لاہور)

اجمل العلماء سلطان المناظرین حضرت علامہ محمد اجمل سنبھلی علیہ الرحمہ ''حموی'' اور ''ماثبت بالسنہ'' کی عبارات کے متعلق فرماتے ہیں:

''ان میں ان چراغاں کی ممانعت نہیں بلکہ شبِ برأت کی اس روشنی کی ممانعت ہے جس میں کوئی نیت خیر نہ ہو اور بغرض تفاخر وغیرہ مفاسد کے اس زمانہ میں رائج ہو اور اپنے مکانات اور دیواں پر اس کی رسم ہو......تو ایسی روشنی جس میں ایسے مفاسد ہوں اور نیت خیر نہ ہو وہ ضرور ناجائز و حرام ہے اسی طرح مال وصیت یا وقف سے مسجد کی ضروری روشنی سے زائد چراغ جلانے واقعی ممنوع ہیں (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ کریں)

برکت والے اوقات میں گناہ کرنا زیادہ عذاب کا باعث ہے

مسلمان آدمی کو چاہیے کہ اس رات بزرگ میں بدعت مذکورہ اور سب گناہوں سے پرہیز کرے اس واسطے کہ ثابت ہے شرع میں کہ اوقاتِ متبرکہ میں گناہ کرنا مُوجب زیادہ عذاب کا ہوتا ہے اور بہت بُری رسم قریب بہ کفر یہ ہے کہ شبِ برأت میں اکثر جُہّال گھوڑے ہاتھی مٹی کے رکھتے ہیں اور اُن پر چراغ جلاتے ہیں سو ان لوگوں نے تو بے شک شبِ برأت کو بالکل دیوالی کر دیا مردوں کو چاہیے کہ عورتوں کو اور اہل علم کو چاہیے کہ بے علموں کو ایسی باتوں سے منع کریں اور سمجھا کے باز رکھیں۔

(گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ ملاحظہ کریں) تو ان سے تراویح کے ختم میں چراغاں نہیں کر سکتے تو وہابیہ کی یہ جہالت ہے کہ انہوں نے اس سے یہ غلط نتیجہ اخذ کرلیا کہ تراویح کے ختم میں چراغاں ہی ناجائز ثابت ہوا بلکہ ان مسائل کی حقیقت یہ ہے کہ وصیت و وقف میں مال دینے والے کی نیت کا لحاظ ضروری ہوتا ہے اور انہوں نے چراغاں کی نیت سے نہیں دیا لہٰذا ان کا مال اس مصرف میں خرچ نہیں ہوسکتا'' (فتاویٰ اجملیہ کتاب الحظر والاباحہ جلد ۳ صفحہ ۲۴۳ شبیر برادرز اردو بازار، لاہور) مزید تفصیل کے لیے دوماہی ''کلمہ حق'' شمارہ نمبر ۹ ملاحظہ کریں اس میں حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری کا رسالہ ''فضائل الشعبان'' اور اجمل العلماء حضرت علامہ محمد اجمل سنبھلی کا مکمل فتویٰ شامل ہے۔ (میثم قادری)

خلاصۂ رسالہ

اور خلاصہ اس رسالہ کا یہ ہے کہ شبِ برأت ست بزرگ رات ہے بعد شبِ قدر کے اس کا رتبہ ہے اس رات میں دعا قبول ہوتی ہے اور عبادت کا زیادہ ثواب ہوتا ہے اس رات میں شب بیداری کرے۔ نفلیں پڑھے اور بعضی نفلوں کے سجدوں میں وہ دعائیں پڑھے جو

پیغمبر صاحب نے پڑھی تھیں اور استغفار اپنے لیے اور مومنین اور مومنات اور شہدا کے لیے کرے درود اور ذکر الٰہی اور تسبیح پڑھ کے رات ختم کرے دعائیں اپنے لیے اور سب دوست آشنا عزیز قریبوں اور مسلمانوں کے لیے مانگے اور روشنی آتش بازی اور سب گناہ کے کاموں سے بچے، یہ رسالہ ۱۲۷۲ ہجری میں

''بیان فضیلت و مرتبۂ شبِ برأت'' میں لکھا گیا لہٰذا نام اس کا ''بیانِ قدرشبِ برأت'' رکھا گیا
۷۲ ھ ۱۲

خدائے تعالیٰ مسلمانوں کو اس سے نفع دے اور مؤلف کو نعمائے باطن و ظاہر عطا فرمائے۔

والمولف العبد المعتصم بذیل سید الانبیاء محمد عنایت احمد غفر لہ اللّٰہ الصمد

واٰخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علٰی خیر خلقہ محمد و اٰلہ اصحابہٖ اجمعین۔

تمت

قطعۂ تاریخ طبع از نتائج افکار طبع سلیم شیخ امیر اللّٰہ تخلص تسلیم

لطفِ حق سے چھپا یہ نسخۂ خوب
ہر ورق جس کا رشکِ لالہ ہے
مصرع سالِ طبع لکھ تسلیم
نافعِ خلق کیا رسالہ ہے

سنہ ۱۲۷۳ھ

خاتمۃ الطبع

خدا کے فضل سے یہ رسالہ شبِ برأت میں تصنیف عالمِ باعمل فقیہ بے بدل مولٰنا بالفضل و الکمال اولٰینا جناب مفتی محمد عنایت احمد مرحوم مغفور اہتمام راجی رحمۃ ربہ الصمد ابو الحسنات قطب الدین احمد سے دوسری مرتبہ مطبع نامی لکھنو ماہِ شعبان المعظم ۱۳۱۳ھ میں چھپا۔

اعلٰی حضرت کا پیغام مسلمانانِ اہل سنت کے نام

شبِ برأت قریب ہے، اس رات تمام بندوں کے اَعمال حضرتِ عزّت عزّوجل میں پیش ہوتے ہیں۔ مولا عزّوجلّ بطفیلِ حضور پُرنور، شافعِ یومُ النُّشور، علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام مسلمانوں کے ذُنوب (گناہ) مُعاف فرماتا ہے مگر چند ان میں وہ دو مسلمان جو باہم دُنیوی وجہ سے رنجش رکھتے ہیں فرماتا ہے، ان کو رہنے دو۔ جب تک آپس میں صلح نہ کرلیں۔ ایک دوسرے کے حقوق ادا کردیں یا مُعاف کرالیں کہ بِاِذْنِہٖ تَعَالٰی حقوق العباد سے صحائف اعمال (یعنی اعمال نامے) خالی ہوکر بارگاہِ عزت عزّوجلّ میں پیش ہوں۔ حقوق مولٰی تعالٰی کے لیے توبۂ صادِقہ کافی ہے۔ اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَم لَہٗ (یعنی گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اُس نے گناہ کیا ہی نہیں) ایسی حالت میں بِاِذْنِہٖ تَعَالٰی ضرور اِس شب میں امید مغفرتِ تامّہ (تام۔ مَہْ) ہے بشرطِ صحت عقیدہ۔ وَ ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْم۔ یہ سنّت مصالحتِ اخوان (یعنی بھائیوں میں صلح کروانا) و معافی حقوق بحمدہٖ تعالٰی یہاں سالہائے دراز سے جاری ہے۔ اُمید ہے کہ آپ بھی وہاں کے مسلمانوں میں اجراء کرکے مَنْ سَنَّ فِیْ الْاِسْلَامِ سُنَّۃً حَسَنَۃً فَلَہٗ اَجْرُھَا وَ اَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِھَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ لَا یَنْقُصُ مِنْ اُجُوْرِھِمْ شَیٔ (یعنی جو اسلام میں اچھی راہ نکالے اُس کے لیے اس کا ثواب ہے اور قیامت تک جو اس پر عمل کریں ان سب کا ثواب ہمیشہ اس کے نامۂ اعمال میں لکھا جائے بغیر اِس کے کہ ان کے ثوابوں میں کچھ کمی آئے۔) کے مصداق اور اِس فقیر کے لیے عفو و عافیت دارین کی دُعا فرمائیں۔ فقیر آپ کے لیے دُعا کرتا ہے اور کرے گا۔ (ان شاء اللہ عزّوجل) سب مسلمانوں کو سمجھا دیا جائے کہ وہاں نہ خالی

زبان دیکھی جاتی ہے نہ نفاق پسند ہے۔ صلح و معافی سب سچے دل سے ہو۔

والسّلام

فقیر احمد رضا قادری

(کلیات مکاتیب رضا صفحہ ۳۵۶، ۳۵۷ مطبوعہ مکتبہ نبویہ، گنج بخش روڈ لاہور)

{صلوٰۃ التسبیح کی ادائیگی کا طریقہ}

چار رکعت نفل صلوٰۃ التسبیح کی نیت باندھیں اوّل سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ پورا پڑھے، پھر پندرہ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَر ط پڑھیں اگر اس کے ساتھ وَ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم ط پڑھیں تو زیادہ ثواب ہے پھر اَلْحَمْدُ اور سورۃ پڑھیں پھر دس بار رکوع میں، پھر دس بار قومہ میں، دس بار اول سجدہ، میں دس بار، جلسہ میں دس بار، دوسرے سجدہ میں پڑھیں اسی طرح چاروں میں پڑھیں۔۔۔۔۔ یہ یاد رکھیں کہ شروع میں قرأت سے پہلے پندرہ مرتبہ پڑھیں۔ پھر دس، دس مرتبہ پڑھنی ہے

(مشکوٰۃ، عالمگیری، شامی)

{برائے ایصال ثواب}

☆ مرحوم مراد علی

☆ مرحوم عبدالقادر محمد یوسف

☆ مرحوم محمد کلن (ستارہ ٹیلرس)

☆ مرحومہ شفیق النساء (ستارہ ٹیلرس)

☆ مرحومہ خیر النساء زوجہ محمد اسلام (نصیر آباد، یوپی)

برائے تمام امت محمدیہ